



المُتَنَظر

خصوصی شمارہ

شعبان المعظوم ۱۴۳۶ھ

خداوند عالم کا وعدہ ہے: "اُس کے نیک بند مے زمین کے وارث ہوں گے"

(قرآن مجید سورہ آپیاء ۱۰۵)

حضرت امام مہدی

البیعت لل تعالیٰ

امیدِ انسانیت

”جَأَكَ الْسَّمُّ خَرَدَةً لَكْشُنْ قَرِيبَه“

کہاں ہیں وہ لوگ جہنوں نے ”امام زمان علیہ السلام کی حقیقی معرفت“ کے اولین بھروسے ہیں اذیتیں برداشت کی ہیں اور ”اس الہی من انتی“ کی معرفت کے شفعت پیشے وجود میں روشن کر رکھے ہیں؟
جو لوگ امام علیہ السلام کے وشنوں سے ظاہری و سیلوں کی کفایت کے بغیر اور ذرا تائی کی کی کے باوجود مقابله کر رکھے ہیں؟
جو کسی حالت میں ماں اس اورنا ایسی نہیں ہوتے، چاہے ظہور میں لکھی ہی تباہی کیوں ہو، وہ اس راستے سے ہرگز بغیر بھٹک سکتے، وہ جذبہ انتظار میں سرووق نہ آئے گے، ان کے پیش نگاہ مولائے کائنات کا اہم رہنما قول ہے: ”انْسْطَرُواْ الْفَرَّجَ، لَا تَكْتُشُواْ اُونَّ وَرْجِ الدَّلِيلِ، فَإِنَّ أَحَدَّ الْأَخْعَالِ إِنَّ الْلَّهَ عَزَّ وَجَلَّ اِنْتَظَارَ الْفَرَّاجَ“ (اے لوگو! اظہور کا انتظار کرو اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ماں اس نہ ہو، بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب ترین عمل ظہور کا کا انتظار ہے)۔
جو لوگ اس حقیقی رہنماؤ کے والادشید ایں اور بیہمیش اس کی یاد سے لبٹے سیزیز کو ممور کرنے رہتے ہیں — اور خداوند عالم کی جات سے دی ہوئی بشارت کو سمجھنے پڑتے ہیں کہ ”وَهُوَ رَوِيَ زَيْنُ كَعْدَ وَالصَّافَاتِ سَمْحُوفَتَهُ كَاهَ“ ایسے لوگ ہمیشہ بیدار، تحریک، جوش و دللوں سے پر، خود سے بلند رہتے ہیں۔
پس وہ افراد کہاں ہیں؟

جن کے اوصاف ہمارے پیشے سے بہت سے برآ امام صادق علیہ السلام کے دین مبارک سے بیان ہو چکے ہیں: ”مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَكُونَ مِنْ أَهْمَّ أَهْمَّ الْقَارِئِينَ فَلَيَسْتَظِنْ وَلَيَعْمَلْ بِالْوَرْعِ وَمَحَاسِنُ الْأَخْلَاقِ وَهُوَ مُنْتَطَّلِعٌ“ (جو قائم آن محدث علیہ السلام کے ہمراہ ہیں ہیں، ہونا چاہتا ہو وہ اپنی جذبہ انتظار پیدا کر سے اور زبردستی و تقویٰ اور ہبتوں اخلاق کا حامل ہو وہی اصلاح ایسے امام کا منتظر ہے) دو طرفوں اے منتظر امام زمان کی جماعت والو! تمہیں بشارک ہو، جلدی کرو، یونکہ وہ صبح غدوہ ہو چاہتی ہے، اس صبح کا شکریا ہی چاہتا ہے، وہ اپاک نہل و ستم او جبرا و استدرا کے انہیوں پر جلا کر رہے گا، ”امام“ منتظر ہے، خدا کے حکم کا، اور تم اس کے حکم کے منتظر ہو۔

ساری دنیا انتظار میں ہے۔ قائم آن عمد، خدا کی باتیں ملے جائیں، اس زمان اور عہد کا حقیقی پیشواہ آخوند یاک روز کرسے کی نظر دنوا پ، وہ یا رخ خصال لب بامی تو ہے ظہور کا حکم ہو چاہتا ہے، وہ قیام کرنے ہی والا ہے، کبھی دلبار پر پشت لگاتے ہوئے اور ازدواج چاہتا ہے: ”یہی قائم زمانہ ہوں ہیں زین کو عدل والصفات سے پر کرو تو گا۔

جب کہ وہ ظلم و جور سے بھر جائی ہو گی“ ارباب زمان کے دلوں ہیں، بیجان برپا ہے، روفے زین اپنے تکوہ ہیز کر دیں کہ ”بیمار افسوس“ بننا چاہتا ہے۔ کہاں ہیں اس کے باور مددگار اس کے ہم قدم وہم زبان؟ کہاں ہیں انتظار کی حالت میں روفے اور تریٹے والے؟ کامیابی و کامرانی نزدیک ہے، یہ خدائی وعدہ ہے:

”وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْنَمْ وَعَلَمُوا الصِّلَاحَ لَيُسْتَأْفِفَنَّهُمْ فِي الْأَدْرَافِ ... يَعِدُّ وَيَنْتَ لَكَ يُشْرُكُونَ بِي شَيْئًا...“ (سورہ نور: ۵۵)

(خداوند عالم نے زمان لانتے والے صاحب کروار بندوں سے وعدہ کیا ہے کہ انہیں زین پر خلیفہ بنائے گا۔۔۔ وہ تمہاری عبادت کرتے ہیں اور بیرا کمی کو شر کر نہیں قرار دیتے) وعدہ خداوندی کیمی خلاف نہیں ہو سکتا۔۔۔ لیکن کب اور کس وقت؟ بہت جلد... صبح نزدیک ہے۔۔۔ اس صبح کیلئے انکھیں بیدار ہیں، ان انہیوں لا توں میں ان آنکھوں نے نیند کے مزے ہی کب لئے؟۔۔۔ تاریکی کے چرپے پر جوانیاں اڑتی ہیں۔۔۔ واندھیرا اور بڑھ لیں، گھنگھور انہیوں رات دینی سے بیزتر ہوئی جا رہی ہے۔ ایسا کیوں نہ ہو؟

”اب آمدَ مِنْهُ رُوشنَ قَرِيبٌ ہے۔“

رسہ کے تصور میں۔۔۔ فَجَدَهُ وَأَنْتَظَرُواْ هَنِيْئَاتَ كَهْرَبَيَّةَ هَـ العَصَابَةَ الْمَرْحُومَةَ (منتخب الائمه)۔۔۔ پس کریش کرو اور انتظار کرو، مارک ہوتھیں اے رحمت خدا کے نیر سایہ رہنے والے گروہ! انتظار کی راتیں کس قدر گریاں، سخت اور جان بیواہ سوچی ہیں۔ منتظر کی نگاہ کے سلیمانی سہا تک ڈستے ہوئے انہیمیں اور وہ خود خستہ و شکستہ رنج والم میں ڈوبا ہوا انتظار کی گھر طیاں گزار رہا ہے۔

کہاں ہیں مشکل ازان ساحل؟

”اے موج بلا ان کو بھی ذرا دوچار تھپٹیڑے ہلکے سے کچھ لوگ ابھی تک ساحل سے طوفان کا نظارہ کرتے ہیں؟“ اس آئینہ کیا خیر کہ انتظار کا ایک ایک لمحہ کس قرطابی ہوتا ہے؟ اس میں صحن میں عدل والصفات، صلح و امنی اور بیرا بیری اور پارہی کا سورج اُنگے گا۔ اس انہیمیں موجوں اور قدم قدم پر کشتنی حیات کو ڈبو دیتے ہوئے والے خطناک چنور، کس طرح آج کا شکستہ و رنجتہ انسان، رنج والم اور اذیتوں کے سبب درد میں ڈوبا ہوا، زندگی کے دن گزارے؟ اتنا ذمہ اے اصول اور منصوبوں کے خاک میں مل جانے کا زمان، زندگی کو خوش قصیبی سے ہمکنار کرنے کی تمام کوششیں نامیدی اور بالا سی میں بدل چکی ہیں۔

خود انسان کی عقل اور افکار کی کشتنی، وقت اور زمانے کے دلداریں اس طرح پھنس چکی ہے کہ قدم پر ظلم و استبداد اور خون آشامی کے مناظر، آگ و خون اور حکم و حلال کے نظارے، بھوک اور گرسنگی کا سامنہ، مظلوموں اور کمزوروں کی آہوں کا دھوان پورے کوہ نہیں پرچاہ چکا ہے۔ رنج و عنز کے بادلے پوری فضائع انسانیت پر منتظر ہے ہیں، دکھ، درد، بیماری، بھوک، قحط، شعل، غارت اگری..... مالی سی اور نامیدی کے اس ماحول میں بھی نہ جانے کیوں دلوں، یہ ایک ملاہم سا، ہلکا سا، جملہ لاتسا سا ”ایسید“ کا دیا شتمار ہا ہے۔

آخر کب؟

وہ ”پُلْشِيدَه رہبَر“

غیبت کے دبیز اور ظلمانی پر دے کو ہٹا کر اپنے ”رحمان جمال“ سے کائنات کو نشوون کرے گا۔

دنیا میں بھیلی ہوئی تائیکوں کو اپنے ”درخشاں و جود“ کے گرد سے دور کر کے دنیا کو روشی عطا کرے گا، فلم و جوڑ کا خاتمه کر کے عدل والصفات عام کرے گا۔

اپنے پاکیزہ نفس اور طیب و طاهر ناصولوں کے ہمراہ الہی منصوبوں کے ساتھ ایک جہان اذکی تعمیر کرے گا۔

وہ رہب ریقینا ایسا ہی کرے گا مگر کب.....؟

وہ، وقت کب آئے گا؟

جب اس کے صداقت پرست یاد و انصار، جوش و خروش اور دلوں کے ساتھ پہاڑوں کی بانت رثابت قدم رہ کر باطل طائفوں سے ٹکرا کر تمام باطل قوتوں کی بنجاستوں سے روٹے زین کو پاک کر دیں گے۔

پس کہاں منتظر امام زمان؟

کہاں ہیں جوش و خروش اور ترپتے اور محفلے ہوئے ماضی و دل اور امام زمان علیہ السلام کے دیدار کیلئے آنسوؤں سے ٹپڈا بائی، سونی بے چین آنکھیں؟

کہاں ہیں ”یوسف نہر“ کی تلاش میں در در چکلنے والے؟

قریبٰتِ الہی کا وسیلہ

فَقُلْ إِنَّمَا الْغَيْبُ لِلّٰهِ

فَإِنَّمَا نَظَرُوا إِلَيْنَا مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظَرِينَ ۝ (رویں ۱۰/۲۰)

دارے رسول! تم کہہ دو کہ غیب وان تو صرف خدا کے واسطے خاص ہے۔

تو تم بھی انتظار کرو اور تمہارے ساتھ میں بھی یقیناً انتظار کرنے والوں میں ہوں

اگر انسان اپنے وقت کے امام کے ساتھ روحانی رابطہ و تعلق نہیں رکھتا تو اس میں شک نہیں کہ اسی قسم کا روحانی اور معنوی فیض حاصل نہیں ہوں گے۔ اس کے بعد کی کوئی شخص اس ربط و تعلق کے بغیر خدا کے غریب جل سے کوئی ربط و تعلق رکھ سکتا ہے؟ اس سوال کا جواب خود قرآن حکیم ان لفظوں میں دیتا ہے۔

”بِمَا أَيْتَهَا السَّدِيقَ أَهْنُوا النَّقْوَاللَّهُ وَابْتَغُوا الدِّيْنَ وَالْقَوْسِيْلَةَ“ — (مانہہ رہ ۳۵)

ایمانتار و اللہ سے ڈرتے ہو اور اس کے تقرب کے ذریعہ و وسیلہ کی جستجو پر رہو۔

تفسیر قمی میں امام علیہ السلام نے فرمایا: امام کے وسیلہ اور فریمہ سے خدا کے تقرب کی جستجو کرو۔ ابن شہر اشوب نے مولائے منتقلیان علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے درج بالآیت کے مسئلے میں نقل کیا ہے کہ اُن حضرت علیہ السلام و اللہ مسیح اصلح اسلام نے فرمایا: میں وسیلہ خدا ہوں۔ (مناقب ابن شہر اشوب ج ۳ ص ۴۵)

ایک شخص نے امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہما السلام کی خدمت میں عرض کیا: ایک جماعت کو دیکھتا ہوں کہ ظاہری طور پر عبادتوں اور احکام الہی کی اطاعت کی سختی سے پابند ہے نیز ظاہری طور پر بڑے ہی خفروع و خشور کے ساتھ عبادت کرتی ہے تو کیا ان کی عبادتیں ان کے لئے فائدہ بخش ہیں جبکہ آپ حضرت اُن سے ان لوگوں کا کوئی رابطہ نہیں؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: بتنی اسرائیل میں ایک جماعتِ السُّجَى تھی جن میں کافری شخص بھی چالیس لاٹون تک دعا کرتا تھا تو اس کی دعا قبول ہو جاتی تھی۔ ایک شخصی نے سلسل چالیس لاٹون تک دعا کی لیکن اس کی دعا قبول نہ ہوئی۔ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں آیا اور دعا کے قبول نہ ہونے کی شکایت کرتے ہوئے ان حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اپنے لئے دعا کا طالب ہوا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ورکعت نماز بڑھی پھر دعا فرمائی۔ وحی نازل ہوئی: اے عیسیٰ!

اس شخص نے اس طریقے اور وسیلے سے ہٹ کر راه اپنائی ہے جس کا یہ نہ حکم دیا ہے۔ چنانچہ وہ دعا کوتراہے بخواہیں کے دل میں تیری نبوت و خلیمت پر فک ہے۔

اس صورت میں اگر وہ اتنی دعا کرے کہ اس کی گردن کٹ جائے اور اس کے بد کے جوڑ جوڑ لگ ہو جائیں تو بھی میں اس کی دعا کو ہرگز قبول نہ کروں گا۔ امام وقت

کائنات، خلقت، توحید اور معرفت کے امور و معاملات میں ایک کلبدی کردار ادا کرتا ہے۔ اس کے واسطے اور وسیلے کے بغیر ناممکن ہے کہ کوئی شخص معنویت و

روحانیت کے بلند مقامات و مدارج تک پہنچ سکے۔ جو لوگ اپنے ذہن کے ساختہ و پرداختہ علوم کے بل بلوتے پر رحمانی الہی تک پہنچنے میں امام علیہ السلام کے

وجوہ سودو کو عملی طور پر بے تاثیر اور بے معنی سمجھتے ہیں وہ حقیقتاً جہالت اور خواب غفات میں پڑتے سو رہے ہیں اور اپنے زعم ناقص میں اپنے آپ کو موحد و یکتا پرست تصور کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ خالص عالم کفر میں اپنی زندگی کے دن بتا رہے ہیں۔ پتہ نہیں ایسے افراد کب خواب غفت سے جو نیکیں گے لیکن افسوس کے ساتھ کہنا۔

پڑتا ہے کہ اگر بیدار ہوں گے تو غالباً اس وقت بیدار ہوں گے جب بات نکل بچی ہوگی، وقت گزر جو کہا ہوگا۔ گذرے ہوئے وقت کا پلٹشا ممکن نہیں جس سے وہ گذشتہ بالوں کی بھرپاں کر سکیں۔

”يَوْمَ يَقُولُ الْمُتَفَقُونَ وَالْمُنَفَقُونَ لِلَّٰهِ يُنَأَى أَهْنُوا النَّفَرُ وَكَانَفَتِيْسَ مِنْ نُورِكَصْمٌ

قِيلَ ارْجَعُوا وَرَاءَكَصْمٌ فَإِلْتَمِسُوا نُورًا — (حدید ۱۳/۱۲)

ترجمہ: اس و ناف مروہ اور بنا فتویں ایمانتاروں سے کہیں گے ایک نظر ثقہت ہماری طرف بھی کرو تاکہ ہم بھی تمہارے نزد سے پچھوٹنی

حاصل کریں زمان سے کہا جائے گا: تم اپنے پیچھے دنیا میں بوٹ جاؤ اور وہیں کسی اور لفڑی تلاش کرو۔

اب آپ ہی بتائیے کہ کیا ایسا ام و بیدار تقدیس نہیں ہے لائق محبت نہیں؟ اگر تقدیس کا محل نہیں تو کیا اس وجہ سودو کے شہزادوں سے دل، زبان اور عمل سے اظہار بیزاری نہیں؟ کیا ان دشمنان ایمان و اسلام سے نفرت ہمارا شمار نہیں ہو ناچلیجی ہے؟ لیکن اس عقل اور ایمان دونوں کا تقاضا ہے۔ پھر بھی اس کے جواز کے لئے جب ہم آیات و مروایات پر فائز نظر ڈالتے ہیں۔ جہاں میں کرتے ہیں تو ہمیں اس سفہیم کی بے شمار آبتدیں اور راہتیں ملتی ہیں۔

کہ دین کی بنیاد اور حقیقت خدا کی محبت اور خدا کے شمنوں اور مخالفوں سے بغض و عناد رکھتا ہے۔ یہی محبت اور بعض و عناد ایمان کی مصبوط ترین رسیٰ ہے جسے ”عروۃ الوثقیٰ“ کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

ایک دن پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابیوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا : ایمان کے رشتہوں میں سب سے زیادہ مصبوط رشتہ کون سے ہے ؟ کچھ صحابیوں نے جواب دیا : نماز، بعنوں نے کہا : روزہ پچھے لوگوں نے کہا : جہاد، ایک جماعت بولی : حج و عمرہ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا : یہ ساری چیزوں میں کوئی رکھتی ہیں نہیں کہا جاسکتا۔ بلکہ سب سے زیادہ مصبوط رشتہ ایمان :

”الْحُبُّ فِي اللَّهِ وَالْبَغْضُ فِي اللَّهِ وَتَوَلَّ إِلَى الْأُلْيَا إِلَهُ وَالشَّرِّيْ مِنْ أَعْدَاءِ اللَّهِ“ (اصول کافی جلد ۳ ص ۱۹)

اللہ کے لئے دوستی اور اللہ کے لئے شمنی، اولیاء خدا کی پیروی اور خدا کے شمنوں سے نفرت و بیزاری ہمارا فرضہ عین ہے۔

خدا سے محبت اور دشمنان خدا سے بیزاری اس و قوت عمل میں آہی نہیں سکتی جب تک کوئی شخص آیات و روایات کی لفظ صریح کے مطابق خدا کی جھتوں سے محبت اور ان کے شمنوں سے اٹھا رہی بیزاری نہ کرتا ہو۔

بہت سی ایسی روایتیں بھی موجود ہیں جن میں ہم پڑھتے ہیں :

”مَنْ أَحَبَّنَا فَنَقَدَ أَحَبَّ اللَّهَ وَمَنْ أَبْغَضَنَا فَنَقَدَ أَبْغَضَ اللَّهَ ...“ (بخاری ج ۲۷ ص ۸۸)

جو شخص ہم اہل بیت رسالت کو محبوب رکھتا ہے وہ اللہ کو محبوب رکھتا ہے اور جو شخص ہم اہل بیت سے کہتے وہ عداوت رکھتا ہے وہ اللہ سے بھی بغض و عناد رکھتا ہے۔

زیارت جامدہ صفرہ کے فقرے ملاحظہ ہوں :

”السَّلَامُ عَلَى النَّاسِ يَنْمَى مَنْ وَالْأَهْمُمْ فَقَدْ وَالِّلَّهُ وَمَنْ غَادَاهُمْ فَقَدْ عَادَ اللَّهُ وَمَكَثَ عَرَفَهُمْ فَقَدْ عَرَفَ اللَّهُ وَمَنْ جَهَلَهُمْ فَقَدْ جَهَلَ اللَّهَ“ (مفایع البہان زیارت جامدہ صفرہ)

سلام ہوان پاکیزہ افراد پر کہ جو شخص ان سے محبت رکھتا ہے تو وہ اللہ کو بھی محبوب رکھتا ہے اور بہوان سے دشمنی و عداوت کرتے ہے تو وہ اللہ سے بھی بغض عناد رکھتا ہے اور جس نے انہیں پہچان لیا اور جو ان سے انجان اور بیکانہ رہا وہ اللہ سے بھی انجان اور بے گانہ رہا۔

اگر ہم زیارت جامدہ کبھی وہ کے ناقروں کا دقت نظر کے ساتھ مطالعہ کریں تو یہی کسی استثنائے کے تمام نظر سے اس حقیقت کی ایسی بولتی تصویریں ہیں۔ جن سے انکار ممکن ہی نہیں۔ بہر حال یہ محبت اور نفرت و بیزاری پر وہ دل سے نکل کر زبان تک آنا چاہیتے اور زبان تک آنے کے بعد ایک بندہ مومن کے عمل میں ڈھنل جاتا لازمی ہوگا۔ اگر یہ تینوں مرحلے محبت و نفرت و بیزاری کے جامدہ عمل میں آجاتیں تو اس کا ایمان کامل ہو جائے گا اور نہ خدا کے حضور یہیں اس کے دین کی کوئی قدر و قیمت نہ ہوگی۔

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے :

”الْإِيمَانُ إِقْرَارُ الْلِسَانِ وَمَعْرِفَةُ بِالْقُلُوبِ وَعَمَلُ بِالْأَرْكَانِ ...“ (بخاری، جلد ۴ ص ۶۹)

ایمان، زبان سے اقرار، دل سے معرفت اور اعضاء و جوارح سے عمل کو کہتے ہیں۔

یہ موضوع خود بھی اپنے مقام پر ہے کہ محبت کا نقا صنای ہی ہے کہ عمل محبوب کی خوشخبری و پسندیدگی کے مطابق ہو ورنہ محبت اپنے حقیقی معنی و معنو سے محروم ہو جائے گی۔ مولاۓ کائنات کا ارشاد ہے : ”مَنْ أَحَبَّنَا فَلَيَعْمَلْ بِمِعْلَمَنَا“ (بخاری ج ۴ ص ۶۳)

جو شخص ہمیں دوست رکھتا ہے اس کا فریضہ ہے کہ وہ عمل ہمارے اعمال کے مطابق کرے یعنی عمل میں ہماری پیروی کرے۔ امام جعفر صادق علیہ السلام ذرتے ہیں : ”میں اس شخص کو میون ہی نہیں جانتا جو تمام امور میں ہمارا پیروی کرنے کا خواہ مند نہ ہو۔“ (اصول کافی جلد ۳ ص ۲۲)

اس بحث کو اسی نظام پر تمام کرتے ہوئے عرف کرتے ہیں کہ ارباب معنو اور صاحبکار اعلم و واثق اس امر سے بخوبی واقف ہیں کہ خداوندبار کی عالمی نے روکے زمین پر اپنے ناگزینہ خاص امام زمانہ علیہ السلام کو مخزن غیب میں اس طرح چھپا کر نہیں رکھا کہ اسی صورت سے کوئی شخص بھی ان حضرت عجل اللہ تعالیٰ فرجہ کی خدمت میں شرفاں ہوئی نہیں سکتا۔ کیا ان سالے واقعات سے انکار ممکن ہے جو معمتنہ کتابوں میں سمعہ اور لفہ علماء نے ان حضرت عجل اللہ تعالیٰ فرجہ کی خدمت میں شرفاں ہوئی نہیں سکتا۔ کیا ان سالے واقعات سے انکار ممکن ہے جو معمتنہ کتابوں میں بعض اسباب اور مصالح کی بنی پر وفن ہرگز رکھے گئے۔ جب ان واقعات کا نتیجہ مطالعہ کرنے کے بعد ان پر غرور منکر کے کام یا جاتا ہے تو اس نتیجہ پر بھروسے ہیں کہ جس شخص

و حضرتؐ کی ملاقات کا شرف حاصل ہوا اس نے مخصوص طریقے اپنے حضرت
ولی عصرِ علی اللہ تعالیٰ فرجی سے تحریک روحانی ربط و تعاقب پیدا کرنے کے لئے
سخت جدوں جہاد اور کوشش کی۔

بہر حال اس حقیقت سے انہار نہیں کر سکتے کہ جوانان صحیح اور
شاستہ طریقے سے ان حضرت صلاحت اللہ وسلامہ علیہ کی بارگاہ اقدس میں نالذرا
کے ساتھ دنہ کا طالب ہوا اور ایسے امور بخاتم فی جس سے اس حدیثؐ کی حضرت
کی توجہ اپنی جانب مبذول کرے کہ ان حضرت کی زیارت سے بھی مشرف ہو
جائے اور اس کی سمجھی میں یہ بات آجائے "رب" کی ملاقات میں کس قدر لذت
اور سچھا سد ہوتی ہے جو لوگ جلد ختم ہو جائے تو ہم زودگز را اور فانی دنیا
کی لذت پر توجہ کرو گے تو کسکے اس کی انتہائی لذت سے بہرہ وہ ہونے میں
کامیاب و کامران ہو جلتے ہیں۔ وہ کس قدر غفت اور ندانی میں مبتلا
اپنی زندگی کے دن گزارتے ہیں۔ سچ تو ہے کہ وہ لوگ سراب تک پہنچ
کر اس خوش فہم میں مبتلا ہیں کہ ان کی رسمی "آنچہ شکوار یہ ہو گی ہے۔
ہر مرد مون کی یہ آرزو ہو زنا چاہیے کہ اسے ان حضرت علیہ التعلوٰ و
السلام کی بھروسہ معرفت کے ساتھ، ان حضرتؐ کی ملاقات کا شرف حاصل
ہو۔ چاہے اس عظیم شرف و عظمت کے لئے اُسے اپنی حیثیت و عزت اور بود
وزندگی سے قیمت چکان پڑے۔

"عَزِيزٌ عَلَى أَنْ أَرِيَ الْخَاتَقَ وَلَا تُرُى وَلَا أَسْمَعَ
لَكَ صَحَّيْسَا وَلَا تَجْنُوْيِ بِنَفْسِي أَنْتَ مِنْ مُغْنِيَ
لَمْ يَخْلُ مِنَّا، بِنَفْسِي أَنْتَ مِنْ شَانِ حَمَانَ حَمَانَ
إِلَى مَنْتَ أَهَارُ فَنِيلَى بِإِسْوَلَى وَإِلَى مَقْتَى، وَأَتَى خَطَابَ
أَصْفَتْ فِيلَكَ وَأَتَى بَخْوَى، عَزِيزٌ عَلَى أَنْ أَجْهَابَ دُونَكَ
وَأَنَّاغَى، عَزِيزٌ عَلَى أَنْ أَبْكِيَكَ وَبَخْدُوكَ السُورَى"

(دعائے ندب)

(اسے آتا) مجھ غلام پر یہ بات سخت ہے کہ تمائی خلت کو تو رکھوں
لیکن آپ کی زیارت سے خروم ہوں اور یہاں تک کہ آپ کی کوئی آواز
چاہے وہ سرگوشی کیوں نہ ہو میرے سامنے کی نہ ہوئے اپنی جان
کی قسم اتوہ پرشیدہ حقیقت جو ہم سے ہرگز ذور نہیں، اپنی جان کی قسم
کھاتا ہوں کہ تیری وہ ذات گرامی مریت ہے جو ناظر ہمیں لے جیں سے دور
ہے۔ لیکن سمجھی اور کسی وقت بھی ہم سے جُدا نہیں اے آقا!
آخر کلب تک آپ کے انتظار میں جران دیگر کثیر ہوں، آخر کلب تک؟
آخر کن الفاظ میں تبرے اور ممات بیان کر دوں اور کس طرح راز دلے
آپ کی خدمت میں عرض کر دوں؟ مجھے بر سخت گران اور مشکل ہے کہ تیرے
علاوه تبرے غیر سے جواب پاؤں۔ مجھے پر کس قدر سخت ہے کہ میں تیری
جرائی پر گریہ کنائ ہوں جب کہ دنیا نے مجھے بھلا دیلے اور تیری یاد سے

منہ موڑے ہوئے ہے۔

ان حضرت عجل علیہ اللہ تعالیٰ فرج الشریف سے ملاقات کے جذبہ
شرق میں اس قدر شدت ہوں چاہیے کہ بارگاہ عز و جل میں خواستگار
ہو کہ اگر دنیا سے چلا بھی جائے تو خداوند عالم ان حضرت علیہ السلام کے
زمانہ ظہور میں اُسے دیوارہ دنیا میں ان حضرت کے ہمراہ بستے کے لئے
پہنچاوے۔ ان حضرتؐ سے ستعلق دعاییں یہ نظرے و رد بان کرنا چاہیے۔

"مَوْلَىٰ فَإِنْ أَدْرَكْتَ أَيَّاً هَلَكَ الرَّاهِرَةَ فَ
أَعْلَمَكَ النَّبَاهَةَ فَهَا إِنَّا ذَا عَبْدِكَ الْمُتَصَرِّفِ
بَيْنَ أَمْرِكَ وَنَهْيِكَ أَرْجُوْا بِهِ الشَّهَادَةَ بَيْنَ
بَيْدِكَ وَالْفُؤْزِكَ دَيْكَ مَوْلَىٰ فَإِنْ أَدْرَكَنِي
الْمُؤْدِتُ قَبْلَ ظَهُورِكَ فَإِنِّي أَتَوَسَّلُ بِكَ وَ
بَاسَارُكَ الظَّاهِرِيَّنَ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى وَأَسْعَلُهُ
أَنْ يُصَلِّيَ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَأَنْ يَحْلِلَ
إِلَى كَرَّةٍ فِي ظُهُورِكَ وَرَجْعَةٍ فِي إِيمَانِكَ لَا يَلْبِغُ مِنْ
طَاعَتِيَّةٍ مُرَادِيَّةٍ وَأَسْفَنِيَّةٍ مِنْ أَعْدَائِكَ فَوَادِي....."

(مفہاتیح)

اے میرے آقا! اگر تیرے روشن و درخشاں اور تیرے لہراتے
ہوئے پرچم کے دفعہ عدل و انتدار کو پالوں گا تو تیرے امر و رسمی کی بھروسہ
اطاعت کر دیں گا اور اس اطاعت و فرمانبرداری کے ذریعے اور واسطے
سے تیری رکاب میں رہ کر تیرے حضور میں شہادت کو بلند و برتر مقام د
مرتبے کی ایسا درست قرعہ رکھنا ہوں۔ اے آقا! اگر ظہور بارک سے پہلے
موت کی آغوش میں چلا جاؤں اس کے باوجود خدا کے سعال کی بارگاہ
قدس میں آپ کو امر اپ کے طیب وظاہر اباد و اجداد کو رسیلم بن الکر
ہی الجماکرتا ہم کہ محمد اور ان کی آل اطہار (علیہم السلام) پر رحمت نازل
فری امر مجھے آپ کے زمانہ ظہور میں دنیا میں پلٹاڑے تاکہ آپ کی خدمت میں آپ کی
کی حکومت کے زملے میں دنیا میں پلٹاڑے تاکہ آپ کی خدمت میں آپ کی
نگاہوں کے سلسلے آپ کی اطاعت و پیروی کرتے ہوئے اس عظیم مقصود کو
جس کی تباہے اسے حاصل کرسکوں اور آپ کے دشمنوں سے انتقام لے کر
ایسے جزوں کو نہیں دل کو شفا دوں۔

ان حضرت علیہ السلام کے ایک محبت صادق اور زیارتؐ کی
تمثیل کھنے والے کو اس منائنہ خداوندی کی زیارت کا جہاں شدید
اشتیاق رہتا ہے وہیں وہ ہمیشہ خداوند عالم کی بارگاہ میں لے خد
عاجزی کے ساتھ روتے ہوئے سمجھی رہتا ہے کہ طولانی انتظار کے سبب
اس فلیقین نہ چین جائے اور ان حضرت کے ذکر کو نہ بھول بیھیں بلکہ
ان حضرت علیہ السلام کے وجود و ظہور پر فلیقین کا درجہ حضرت رسول نما

باظل سمجھنے کی قوت اور باطنی نوزاریت عطا کر یا جو حق کی شناخت اور پیان کے لئے بنیادی شرط ہے یہی وجہ ہے کہ اگر صاحبِ معرفت سے سوال کی جائے کہ امام زمانہ علیہ السلام کا پتہ کس طرح لکھایا جا سکتا ہے تو کہے کہ تم خود اپنی اصلاح کرو امام علیہ السلام خود تھارا پتہ لکھائیں گے۔

قرآن آیتوں اور احادیث و روایات میں اس موضوع پر بہت سے شواہد موجود ہیں۔ چنانچہ ہم تاریخ میں اس واقعہ کو پڑھتے ہیں کہ امام زین العابدین علیہ السلام کی ایک کینز آپ کے سربراک پر ایک برتن سے پانی ڈال رہی تھی اور اپ سربراک وصول ہے تھے اسی حالت میں کینز اونچھے گھجی پانی کا برتن اس کے ہاتھ سے جھوٹ کر آپ کے سربراک پر گرا۔ آپ کا سربراک رنجی ہو گیا۔ امام علیہ السلام نے سراہما کر کنیر کی جانب بیٹھا کینز نے کہا: خداوند عالم فرماتا ہے: وَإِنْ كَانَ الظَّمَانُ^۱ اَغْيَظُ^۲ اُور وہ لوگ غیظ و غضب پر قابو پا لیتے ہیں۔ امام نے فرمایا: میں نے غیظ و غضب کو ختم کی۔ کینز نے کہا: وَالْعَفْيُنَ عَنِ النَّاسِ^۳ کی خطاؤں کو حرش دیتے ہیں۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: خداوند عالم تیری خطاؤں کو حرش دے۔ کینز نے کہا: وَالدُّشْهُرَ يَحْكُمُ الْمُحْسِنِينَ اور اللہ نیکی کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: جامیں نے تھے خداوند عالم کی خوشخبری و رضا کے لئے آزاد کیا۔^۴

آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ کینز نے قرآن آیت سے کس طرح فاراد اٹھا کر امام علیہ السلام کی خوشخبری رضا اور عفو کو حاصل کیا۔ خدا کے ولی سے اُنس و بخت رکھنے والا بارگاہ معصومین علیہم السلام میں یوں ملتمس ہوتا ہے: اے اہل بیت اطہار! تمہیں خداۓ عز و جل کے رحم و کرم، غیظ و غضب کے موقع پر حکم و برداشت اور عفو و احسان کے مظہر ہو، اگر مجھ سے کوئی خطاء سرزد ہو گئی ہو تو تمہاری بزرگی کا تقاضا ہے کہ اسے دیکھ کر ہی ان و بخت بنتے ہوئے اُنس خوش دیجئے۔ امیر المؤمنین علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں: مِنْ أَشْرَقَتْ أَفْعَالَ الَّكَنِيْمَ غَفْلَتْ أَهَمَّا^۵ یَعْلَمُ^۶ ”رُسْنَ الْبَلَاغَةِ حَكْمَتْ^۷“ (۲۱۳) صاحبان کو کم کے شریف ترین کاموں میں سے جسے وہ جانتا ہر اس سے چشم پوشی اور تناول ہے۔ یعنی دوسرے کی خطاؤں کو دیکھ کر لجان بن جاتا ہو۔ اسی بیان البلاغہ میں دوسرے مقام پر ارشاد ہوتا ہے: مَنْ ظَنَّ بَثْ خَرِيرًا فَصَدِّقْتُ ظَلَّتْ^۸ ”رُسْنَ الْبَلَاغَةِ حَكْمَتْ^۹“ (۲۲۰)، جو شخص تمہارے بارے میں نیک خیال رکھتا ہو اس کے گمان کو اپنے عمل سے سپا ثابت کرو۔ کوئی انسان تیری بارگاہ میں عرض کرتا ہے: اے فرزند رسول! میں آپ سے بہتری کی امید رکھتا ہوں اور یہ کہ آپ کی ذات گرامی مرتب سے نیکی کے علاوہ کوئی بات انجام نہیں پاتی، آپ سے اچھائی کی توقع رکھتا

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت پر لقین کی مانند ہو جائے۔ چنانچہ دعاۓ غیبت امام زمانہ علیہ السلام کے نظرے ذیل میں نقل کئے گئے ہیں جن کام طاب اور بر درج کر دیا گیا ہے۔

”..... اللَّهُمَّ وَلَا تَسْلِمْنَا إِلَيْهِ الْيَقِيْنَ بِطَوْلِ الْأَمْدِ فِيْ
غَيْبَتِهِ وَالْقِطَاعِ خَيْرِهِ عَنَّا وَلَا تُسْلِمْنَا فِيْ كُلَّهُ وَالْمُسْتَنْدَرَهُ
وَالْأَيْمَانَ بِهِ وَقُوَّهُ التَّقْيَيْنَ فِيْ طَهُورِهِ وَالْأَنْعَامَهُ
وَالصَّلَوةِ عَلَيْنَهِ هَذِهِ لَا يُقْنَطَنَ طُولُ غَيْبَتِهِ مِنْ قِيَامِهِ
وَيَكُونَ يَقِيْنُنَا فِيْ ذَلِكَ كَيْقَيْنِنَا فِيْ رِقَامِ رُسْوِيلِكَ
صَلَوةِ اَنْكَ عَلَيْهِ وَالْهُ وَمَاجَاهَهِ بِهِ مِنْ وَحْيَيَهُ وَ
سَلْنِيْلَكَ“ (مفاصیج دعا در غیبت)

پروردگارا! اُن حضرت کے وجود بارک ان کی طلاقے غیبت اور ان کی کوئی خبر نہ ملتے گی وجد سے اُن حضرت علیہ السلام پر ہمارے لقین کو ہم سے نہ چھین اور ان حضرت کے ذکر ان کے ظہور کے انتظار ان حضرت کے وجود پر ہمایان اور ان حضرت کے ظہور پر ہمارے لقین کامل کو ہم سے کبھی بھی سلب نہ کر، نیز ان حضرت کے لئے دعا اور ان پر درود وسلام کو ہمارے دل و دماغ سے فرماؤش نہ ہوتے دے تاکہ ان حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طلاقے غیبت ہمیں ان کے قیام و ظہور سے عالیوس ونا امید نہ ہونے دے۔ بلکہ اُن حضرت عجل اللہ تعالیٰ فرج الشرف کے بعد اور ان کی حکومت کے قیام پر ہمارے لقین رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم و سلم قیام اور ان حضرت پر درجی آئتے اور اسمانی کتاب نازل ہونے سے پر لقین رکھنے کے مانند قرار دے۔

لیقیناً بُو لُوگ صاحبانِ معرفت ہیں وہ جھیت خدا امام زمانہ علیہ السلام کی ملاقات و زیارت کی نعمت پر دنیا کی نعمتوں کو ترجیح نہیں دیتے۔

اُن کو اس امر سے بخوبی واقف ہونا چاہیے۔ ہمارا تک کہ تمہارے کے عالم میں بھی اس وجود مقدس سے کس قسم اور نزعیت کا اُنس رکھتا ہے ذیر کہ صرف جمع عام ہی میں اپنی بخت اور اُنس کا مظاہرہ کرے۔ کیونکہ تمہاری میں حضرت کی السنیت سے خصوصی فائدے حاصل ہونے کے چنانچہ معصوم کا ارشاد ہے: ”ہم اپنے دوستوں کے لئے کبھی بات میں کم نہیں کرتے تاکہ وہ مجبور ہو کر ہمارے غیرے وہ چیزیں حاصل کریں۔“ مسلمہ تقویٰ حکم کے پاس ولی ااظہر رکھنے کے بعد اُنس و بخت کی بہترین راہ قرآن آیات اور اقوال معصومین علیہم السلام سے زیادہ فائدہ اٹھانا ہے۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے:

”إِنْ تَتَقَوُّ اللَّهُ يَجْعَلَ لَكُمْ فُرْقَانًا“ (الفاتحہ، ۲۹)
اگر تم اللہ سے خوف کھاگے تو اللہ تعالیٰ تمہیں فرقان یعنی حق و

ہوگی، فتنہ دشاد اور بلاینیں لوگوں پر امداد نہیں گی۔ ان فتنوں سے بدلے طاعون پھیل جائے گا، عربوں کے درمیان تلواریں حکومت کریں گی۔ دین میں اختلاف و انتشار پیدا ہو جائے گا، حالات استدگر گوئے ہو جائیں گے کہ لوگ زندگی سے اس قدر عابد ہو جائیں گے کہ صبح و شام خدا کی بارگاہ میں مرنے کی دعائیں لے گے۔ اس یاس اور نامیداری کے عالم میں ہمارے قائم بجگہ کاظموں کو کس قدر خوش نصیب ہو گا، وہ شخص جو اس کے زمانہ ظہور کو پالے اور اس کی نصرت و امداد کے لئے کھڑا ہو جائے اور اس شخص کے حال پر انسوس ہے جو اس کی مخالفت پر کربلا ہو کر اس کے احکام کی نافرمانی کرے گا اور دشمنی اور غداوت کے لئے اٹھ لے ظہور ہو گا۔ (بشرۃ الاسلام ص ۱۰۵)

امام صادر علیہ السلام فرمایا کرتے تھے: "لَقُوْاْذَرْكُتَهُ لَخَدَهُمَّتَهُ اِيَّامَ هَمِيَّاتِهِ" (بخاری ج ۱۵ ص ۲۳۵)۔ میں ان کے زمانہ کو پالوں تو پوری عمر ان کی خدمت گزاری میں بسکر دوں۔ مشہور شاعر اہل بیت علیہم السلام دعبدل خدا عی امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں پہنچے اور اپنا مشہور قصیدہ "مَدَارِسُ اِيَّاتٍ خَلَّتُ مِنْ بِتَلَوَةٍ" ان حضرت کے حضور میں میں پڑھنا شروع کیا۔ جب ان اشعار تک پہنچے:

نَحْرُوجُ اِمَامَ لَمْ حَالَةَ خَارِجٍ
يَقُوْمُ عَلَى اِسْمِ اللَّهِ وَالْبَرَّ كَاتِ
يُمَيِّزُ فِيْنَا كُلَّ حَقٍّ وَبَاطِلٍ
وَيَحْرُزُ عَلَى التَّعْمَماً وَالنَّقَمَاتِ

۱۔ ایسے امام کا ظہور جس کا خروج و قیام لازمی ہے اور یقینی ہے۔
نام خدا کے ساتھ قیام کرے گا اور خدا کے عز و جل کی برکتیں اپنے ہمراہ لائے گا۔

۲۔ ہمارے درمیان حق و باطل کو جدا کرنے کا اور نیکوں اور بُرائیوں کے مقابل میں جزا اور سزادے گا۔

عبدل جب ان دو لفظ اشعار پر پہنچے امام رضا علیہ السلام شدید ریے طاری ہوا۔ جب گری بھما، تو آپ نے سربراک کو اٹھا کر دعبدل سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: اے دعبدل! روح القدس نے ان دو لفظ اشعار تمہاری زبان پر جاری کیے ہیں۔ کیا تم جانتے ہو کہ امام کون ہے؟ اور وہ کلب قیام کرے گا؟ دعبدل نے غرض کیا نہیں پیرے آقا اور سید و سردار میں نے صرف سُننا ہے کہ آپ کے خالی از فیض سے ایک امام ظاہر ہو گا۔ اور وہ کے زمین کو تباہیوں اور بربادیوں سے پاک کرے اسے عدل و انصاف سے اس طرح بھری گا جیسے وہ ظلم و بجرم سے پُرہیز ہو گی۔ امام رضا علیہ السلام فرماتے (بات صفحہ آ پر)

ہوں، آپ میری امید کونا مل میں نہ بد لئے وغیرہ وغیرہ..... غرض کہ ایمان اور موبین کے بارے میں جتنی سمجھی آئتیں ہیں اور اسی طرح اس سلسلے میں مخصوصیں علیہ السلام سے جو روایتیں دارد ہوئی ہیں ان ذرا ذات مقدسة کی ولایت سے متعلق امور سے معاشرت نہیں رکھتیں۔

بہر حال خود ائمہ طہران علیہم الصلوٰۃ والسلام خداوند تعالیٰ اور خود ان کی ذرا ذات گرامی قدس سے طریقہ ارشاد و محبت کو روایتوں اور متعدد دعاؤں کو بیان فرمایا ہے، خاص طور پر امام زمان علیہ السلام کے بارے میں ان کے اقوال اُن حضرت عجل اللہ تعالیٰ فرج سے ان کا عشق اور ان کی حضرت عجیب سے ان کا ربط خاص کو ظاہر کرتے ہیں۔ چنانچہ مولائے کائنات علی بن ابی طالب علیہ السلام ان حضرت عجیب کی توصیف و تعریف میں ارشاد فرماتے ہیں:

اَقْسَعَكُمْ كَهْفًا وَ اَكْسَرَكُمْ عَلِيًّا وَ اَوْصَدَكُمْ رَحِمًا، اللَّهُمَّ فَاجْعَلْنِي بَيْعَثَةَ نُحْ وَ حَاجَانَ الْفَجْمَةِ وَاجْعَمْ بِيْهِ شَمْلَ الْأُمَّةِ، فَإِنَّ نَهَانَ اللَّهُمَّ فَاغْزِنِمْ وَ لَا تُشْتَقِنَ عَنْهُ اِنْ وَفَقْتُ لَهُ، وَ لَا تُجْنِيْنَنَ عَنْهُ اِنْ هُدِيْتُ إِلَيْهِ هَاهُ— اُوْمَاءِ بَيْدِهِ اِلَى صَدْرِهِ— شَوْفَقًا إِلَى رُؤْيَايِّهِ ॥ (بخاری لا اوارج ج ۱۵ ص ۱۱۵)

ان حضرت عجل اللہ تعالیٰ فرج سے اس تاذق سبھوں سے زیادہ کشادہ، ان کا علم تم سبھوں سے زیادہ اگرہہ واقارب سے صلہ حجت کے بارے میں تم سبھوں سے بہتر خداوند! ان کی بیوت کوہ طرح کے رنج و غم کے خاتمے کا سبب قرار دے، ان کے ذریعہ امداد اپنے گندگی اور افراق و انتشار فوایاد و اتفاق میں تبدیل کر دے، اگر خداوند عالم تجھ سے خیر اور نیکی کا ارادہ رکھتا ہے تو تیرے لئے نصیب میں ایسا دن لائے جس میں تو پھر اسکی مانند ثابت و استوارہ، اگر ان کا زمانہ حکومت تجھے نصیب ہو تو ان کے سوا کسی اور فی جانب متوجہ نہ ہو، اگر ان کے کوچھ تک پہنچنے کی راہ مل جائے تو اس کو نظر انداز نہ کر۔ پھر اپنے اپنے سینے کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: آہ۔ کس قدر اس کے دیدار کا مشتاق ہوں ॥

امام حسن علیہ السلام فرماتے ہیں:

طُوبَى لِمَنْ اَذْرَقَ اِيَّاتِ اَمَّةٍ وَسَمِعَ كَلَامَتَهُ ॥ (لیوم الخلاص قدیم طباعت ص ۳۴۵)

کس قدر خوش نصیب ہے جو ان کے زمانہ حکومت کو پالے اور ان کے احکام پر عمل پیرا ہو۔ امام محمد باقر علیہ السلام نے الجزل سے ارشاد فرمایا: "ہمارا قائم عجل اللہ تعالیٰ فرجہ اسی وقت قیام کرے کجا جیب ساری دنیا میں خوف و دہشت کا راج ہو گا، یہ جیعنی عام

قرآن میں تکرہ امام محمدی

تالیف فرمایا ہے۔ انہوں نے اس بخش قیمت کتاب میں حضرت امام محمدی علیہ السلام کے بارے میں اہل بیت اطہار علیہم السلام کی روایتوں سے استفادہ کرتے ہوئے شیعہ طریقوں سے ۱۲۰ آیات قرآنی کو نقل کیا ہے۔ بعض معاصر علمکاروں کی جدید ترین تحقیقات کے مطابق امام محمدی علیہ السلام کے بارے میں قرآن کریم کی ۲۱ آیتیں حضرت امام محمدی علیہ السلام سے متعلق ہیں۔

(کتاب) الایات الباهره فی بقیة العترة الطاہرہ ”تالیف:

سید واؤ دیر صابری کی جانب رجوع فرمائیے)

اس مقالے میں منونے کے طور پر چند ایسی آیتیں جن کی شان نزول کے بارے میں تفسیر و تاویل کی گئی ہے کہ یہ آیتیں سے انہیں حضرت عجل اللہ تعالیٰ فرج الشریف کی شان میں نازل ہوئی ہیں۔ جنہیں ہم شیعہ اور اہل سنت کی کتابوں سے نقل کر رہے ہیں۔

الف: حضرت امام محمدی علیہ السلام کے بارے میں نازلے ہونے والی آیتیں جسے اہل سنت حضرات نے نقل کیا ہے۔

(۱) حدیفہ بن یمان کا بیان ہے: ایک دن میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جب آیتہ:—

الَّذِينَ أَنْعَمْنَا لَهُمْ مِّنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشَّهِدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسَنَ أَوْلَيْكُفَّارِ فِي قَاتَاهِ رَسَاعَةٍ (۴۹): یعنی جنہیں خدنے پانی نہیں دی ہیں یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین اور یہ لوگ کیا ہی اپھے رفیق ہیں۔ وہ لوگ جن کی خداوند عالم نے آیت میں تجدید و تعریف کی ہے وہ کون ہیں؟

آنحضرت نے فرمایا: ”اے حدیفہ ”النَّبِيِّینَ“ سے مراد وہ لوگ جنہیں خداوند عالم نے نعمتیں عطا کی ہیں میں ہوں۔ میں پہلا بغیر بقا رجسے دنیا سے پہلے کے عالم میں) پغمبری کے لئے منصب کیا گیا ہوں۔

قرآن مجید نے جن اصولوں کے بارے میں قطعی اور حقیقی بات کہی ہے ان میں سے ایک اصل امام محمدی علیہ السلام اور ان حضرت علیہ السلام کی خصوصیات کے بارے میں ہے۔ چنانچہ قرآن کریم کا ارشاد ہے —

مَا أَضَرَّ طَنَافِ الْكُتَابِ مِنْ شَيْءٍ (انعام: ۳۸): یعنی ہم نے کتاب (قرآن) میں کسی قسم کی کوتاہی اور کسی نہیں کی۔ اور ایک اور مقام پر ارشاد ہوتا ہے: **وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكُتَابَ بِتِبْيَانِ الْكُلِّ شَيْءٍ (خُلُق: ۸۹):** یعنی اور ہم نے تم پر کتاب (قرآن) نازل کی جس میں ہر چیز کا (واضح اور شافی) بیان ہے۔ یہی سبب ہے کہ فطری طور پر قرآن کریم اسلام کے اس بنیادی مسئلہ کے بارے میں جس کے انکاگرنسے والے کو پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وسلم و سلمہ کافر کے لقب سے یاد کیا ہے۔ ساکت و خاموش ہیں رو سکتا ہے۔

”قرآن میں مسئلہ مہدویت“ کو جاننے اور بچاننے کے لئے کثرت سے حدیثیں وارد ہوئی ہیں جو قرآنی آیات کے ذلیل میں الہست اور شیعہ دونوں ہی طریقوں سے وارد ہوئی ہیں، جنہیں ان تیات قرآن کی تفسیر یا تاویل کا ربط و تعلق حضرت امام محمدی علیہ السلام سے قرار دیا ہے۔ اہل سنت حضرات کی روایات کی روشنی میں حضرت امام محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے متعلق قرآنی آیات جمع کرنے کا سب سے بہتر کام کتاب سقطاب ”المهدی فی القرآن“ ہے۔ جسے معاصر والش مند محترم سید صادق اشیزی ازی نے ۱۹۷۸ء میں تالیف کر کے نشر کیا ہے۔ اس کتاب میں قرآن کریم کی ۸۶ آیتیں ایسی ہیں جو حضرت امام محمدی علیہ السلام سے متعلق دیر لوٹیں۔ چنانچہ اس سلسلے میں اہل سنت کی کتابوں میں ایسی روایتیں سند کے ساتھ نقل کی گئی ہیں۔

بہماں تک علماء شیعہ کا تعلق ہے انہوں نے اس موضوع پر متعارف کرنے میں تحریر کی ہیں۔ ان میں سے قدیم ترین کتاب ”الحجۃ فی عائزہ فی القائل الحجۃ“ ہے جسے شیعوں کے عظیم اور جدید محدث علامہ سید یا شمس بخاری طاب ثراه (۱۱۷۴) نے

کی سروار کافر زندہ بوگا، جو رفعےے زمین کو ہر قسم کے ظالم ستم سے پاک کر دے گا اور ہر قسم کے گناہ سے طاہر کر دے گا۔ (فرزندِ اسٹلین جلد ۲) اس حدیث شریف میں آئھوں امام حضرت رضاعلیہ اللہ عالم نے حضرت ہمدی علیہ اللہ عالم کو پہنچ فرزندوں کی چوتھی نسل سے یعنی پارہ ہمیں امام سے روشناس کر لیا اور ان حضرت عجل اللہ تعالیٰ فرجہ کل والدہ گرامی قد حضرت نجس خاتون کو جو بزرگ و باعظمت والدین کی بیٹی جو کنیز بنالی گئی تھیں انہیں بھی پہنچتا یا ہے۔

(۴۳) اہل سنت کے علمی مفسر اوزنابی سعید بن جبیر سے آیہ : —
هُوَ الظِّنْدِيُّ أَرْسَلَ رَسُولَكَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ
 لیظہرہ علی السَّدِيْنِ كُلَّهُ وَكُفَّىٰ بِاَدَلَّهِ شَهِيدَنَا
 (فتح ۲۸) — یعنی وہ وہی توہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سماویں میں کو بھیجا تاکہ اس کو تمام دنیوں پر غالب رکھے اور کوئی کے لیے توہن اللہ تعالیٰ کافی ہے — کے ذیل میں نقل کیا گیا ہے کہ وہ کہتے ہیں : — "لیظہرہ علی السَّدِيْنِ كُلَّهُ" سے مراد وہی "ہمدی" ہیں جو جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہما کے فرزندوں میں ہیں۔ (البيان فی اخبار صاحب الزمان حافظ گنجی شافعی ص ۲۷) یعنی خداوند عالم کا وعدہ کہ "اسلام تمام دنیوں پر غالب رکھے گا" حضرت امام ہمدی علیہ اللہ عالم کے زبانہ نہیں پوچھا ہوگا۔

(۴۵) موئخین اہل سنت کے پیشوا حافظ ابو جعفر طبری صحابی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سید بن ارقم سے اس طرح نقل کرتے ہیں : جب پیغمبر کو تم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخری حج کے سفر سے واپس ہوئے تھے، ظہر کے وقت کی شدید گرمی اور چمچاتی دھوپ کے باوجود غدریخ میں ٹھہر گئے، سمازوں کو نماز بڑھائی، پھر ایک فتح و پیغام خطبہ راشد فرمایا۔ دوران خطبہ حضرت نے آیہ : "فَأَمْنُوا بِاَدَلَّهِ وَدِسُولِهِ وَالنَّوْرُ الْسَّدِيْنِيُّ اَنْزَلَنَا هُوَ سُرَةَ تَبَانِ" (سورہ تبان ۸) یعنی قوم اللہ اور اس کے رسول پر اور اسی نور پر ایمان لاو جس کو ہم نے نازل کیا، کا حالہ دیا اور پھر فرمایا : "اے لوگو! — جس نور کو خدا نے نازل کیا مجھ میں ہے، پھر علی میں، پھر علی کی نسل میں، یہاں تک کہ یہ سلسہ قائم ہمدی تک پہنچے گا۔" (ماذانی اتار ترجمہ علامہ قبیلی ص ۳۷، ۱۵۵)

یہ لوز، لوز رہارت الہی اور امت کی امامت و پیشوائی کا ہے جو سیدِ اللہ کے رسول میں بعدہ امیر المؤمنین علیؑ میں، بعداً ان حضرت کے مخصوص فرزندوں میں ہو گا، یہاں تک کہ حضرت ہمدی علیہ اللہ عالم تک جاری رہے گا۔ یہ سارے اللہ کی جنت ہوں گے۔

ب۔ — حضرت ہمدی علیہ اللہ عالم کے بارے میں نازل ہوتے والی آئیں تنقل شیعہ ایکجی بی ابو القاسم کا بیان ہے : میں نے امام

اور ان کا آخری بنی ہوں جو سمعوت (دینا میں) کیا گیا ہوں۔ "حدیقین" سے مراد علی بن ابی طالب ہیں جب خدا نے عزوجل نے مجھے پیغمبر بننا کو بھیجا تو علی وہ پہلے شخص تھے جنہوں نے میری پیغمبری کی تصدیق کی۔ "شہداء" سے مراد حمزہ و عقرطیا ہیں۔ "الصالحین" سے مراد حسن و حسین جوانان جنت کے دوسرا ہیں اور "حسن اولیٰعک رفیعًا" سے مراد ہمدی اپنے دو بیٹے ہیں۔ (شوادر التنزیل حاکم حککان ۱۵۵)

حدیث کے آخر کی عبارت اس مبنی میں ہے کہ یہ لوگ ہمدی علیہ اللہ عالم کے ظہور کے زمانے میں ایک دوسرے کے رفق اور منفرد رہیں گے۔ یہ عبارت ان حضرت عجل اللہ تعالیٰ فرج کے زمانہ ظہور میں اہل بیت علیہم السلام کی رجعت کی طرف اشارہ کرتی ہے۔

(۴۶) حضرت امام محمد باقر علیہ اللہ عالم ایک طیلاني حدیث میں روز طہور کے واقعات کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں : "جب ہمدی ظہور کریں گے تو ان کی پیشہ دیوار کعبہ سے ملکی ہوئی ہوگی۔ حالت یہ ہوگی کہ ان کے طبع و فرمابنہ را فزاد میں سے ۳۱۳ نفران کے حاضر طرف اکٹھا ہوں گے۔ سب سے سہلی بات جو کہیں کے پر ایت ہو گی : — "بِقِيَّةِ اللَّهِ خَيْرٌ لِّكُمْ إِنَّكُمْ أَنْتُمْ كُنْتُمُ مُؤْمِنِينَ" (سورہ سورہ ۸۹) اگر تم صاحبان ایمان بور تو باقمانہ الہی (جنت خدا) تمہارے لیے کہیں اپھا اور بہتر ہے۔ اس کے بعد کہیں کے : "میں بقیۃ اللہ خلیفہ خدا اور اس کی جنت تم تو گوں پر جعلنا۔ پھر جو تحفہ بھی ان حضرت کے پاس آئے گا، سلام کرے گا اور ان سے عرض کرے گا : — **السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بَقِيَّةَ اللَّهِ فِي الْأَرْضِ** ، اے رفتے زمین پر باقمانہ الہی آپ پر سلام ہو۔ (لذ الابصار سید مون شبلی شافعی متوفی ۱۴۳۷ھ)

(۴۷) حسن بن خالد نے حضرت علی بن موسی الرضا (ر) سے آیہ : **رَبِّ فَانْظُرْنِي إِلَىٰ كَوْمٍ يَعْتَقُونَ، قَالَ فَإِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ إِلَىٰ يَوْمِ الْوَقْتِ الْمُعْلُوْمِ** (ججر ۳۸ - ۳۶) یعنی میرے پیروگار اخیر قبھے اس دن تک ہمہلت نہیں جب کہ لوگ دوبارہ زندہ کر کے اٹھائے جائیں گے۔ خداوند عالم نے فرمایا، وقت مقرر کے دن تک کی تھی ہمہلت دی گئی۔ کے ذیل میں کہ شیطان خدا سے روز قیامت تک کیا زندگی کا خرایا ہے اور خداوند عالم اُسے وقت میں تک کی ہمہلت دیتا ہے، اُن حضرت علیہ اللہ عالم نے ارشاد فرمایا : "إِلَىٰ وَقْتِ الْيَوْمِ الْمَعْلُوْمِ" — وقت میں وی روز ہے جس دن ہمارا قائم خروج کرے گا (ظاہر ہو گا)۔ اُن حضرت علیہ اللہ عالم سے سوال کیا گیا : اسے فرزند رسول خدا ! آپ اہل بیت میں سے قائم کون ہے ؟ آپ نے فرمایا : میرے فرزندوں کی چوتھی نسل میں ہو گا، جو کنیزان خدا

اُمَّنَا، يَعْبُدُونَنِي لَا يُشِرِّكُونَ بِهِ نَشْكُونَ —
 (سورہ نور/۵۵) یعنی دلے ایمان والوں تم میں سے جن لوگوں نے
 ایمان قبول کیا اور اچھے کام کیے ان سے اللہ نے وعدہ کیا ہے کہ
 ان کو (ایک نہ ایک دن) روزے زین پر ضرور (اپنا) نائب مقرب کریں گا
 جس طرح ان لوگوں کو نائب بنایا جوان سے پہلے گزر چکے ہیں اور جس دن
 کو اس نے ان کے لیے پسند فرمایا ہے (اسلام) اس پر انہیں ضرور
 ضرور پوری پوری قدرت دے گا اور ان کے خالق ہونے کے بعد
 دان کے ہمراں کی امن سے ضرور بدل دے گا، کوہہ (اطھران) سے میری
 ہی عبادت کریں گے اور حکمی کو ہمارا شریک بنایاں گے، کے منی نقل
 کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ ان حضرت علیہ السلام نے فرمایا:
 «یا آیہ ہمارا کہ قاتمؐ اور ان کے اصحاب کے بارے میں نازل
 ہوئی ہے۔ ذالفینہ۔ ۱۲۶»

آیہ شریفہ میں، جو ظہور امام مہدی علیہ السلام کے سلسلے میں
 مذکور اہل سنت سے بھی مطابقت رکھتے ہیں۔ ان حضرت علیہ الصلوٰۃ
 والسلام کی حکومت کے چار مقاصد اور زانیاں بیان کی گئیں ہیں —
 (۱) ایک عالمی حکومت کی تشكیل، (۲) دین اسلام کو اقتدار حاصل ہونا
 (۳) امن و امان کا عام ہو جانا (۴) شرک کا نیست و نابود ہو جانا۔
 (۵) محمد بن عبد اللہ بن حسن نے امام محمد باقر علیہ السلام سے آیہ شریفہ
 وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الرِّبْوَرِ بَعْدَ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ
 يَرْثُهَا عِبَادِي الصَّالِحُونَ (سورہ آنبیاء/۱۰۵) یعنی اور
 ہم نے تو نصیحت (توصیت) کے بعد یقیناً زور میں تکمیلی دیا تھا کہ رد عہد
 زین کے وارث میرے نیک بندے ہوں گے، کے زین میں نقل کیا ہے
 کہ آپ نے فرمایا: (خدکے صالح بندے) آخری زمانے میں ہمہ دی
 علیہ السلام کے اصحاب ہیں (تاویل الائیات الظاہرہ) یہ آیت اسی امر کی
 نشاندہی کرتی ہے کہ حضرت ہمدری علیہ السلام اور ان کے یاد الفصاری کی
 عالمی حکومت کی بشارت و خوشخبری تواریخ اور زبور میں نقل کی گئی
 ہے۔

(۵) عمر یاسرنے مفصل روایت مقامات و مناقب حضرت ابیر المؤمنین
 علی بن ابی طالب علیہ السلام کے بارے میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
 و سلم سے تقلیل کی ہے جس میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ضمن
 میں حضرت ہمدری علیہ السلام کو حضرت علیہ السلام کے فرزندوں پر ایک
 تذکرہ فرمایا ہے اور عمر یاسرنے کے اس سوال کے جواب میں کہ ہمہ دی
 کوئی ہے، آنحضرت نے فرمایا: - اے عمار! خداوند عالم نے مجھ سے
 عہد دیا ہے اسی طبق حسین سے نہ امام پیدا ہوں گے۔ ان میں
 کافراں امام نظروں سے پوشیدہ و غائب ہو جائے گا۔ ہمیں سبب
 باقی صفحہ ۱۶ پر

جعفر صادق علیہ السلام سے خداۓ عز و جل کے اس قول کے بارے
 میں دریافت کیا: - إِنَّمَا ذَلِكَ الْكِتَابُ لِدُرِيْبِ فِيْرِيْ
 هَدَى لِلْمُتَّقِينَ الَّذِينَ لَوْمَنُونَ بِالْغَيْبِ
 (سورہ بقرہ/۳۰۲) ان حضرت علیہ السلام نے فرمایا: «مُتَّقُونَ»
 شبیان علی ہیں اور «غَيْبِ» سے مراد حجت غائب ہے۔ ہمارے
 اس دعوے پر قرآن کریم کی یہ آیت شاہد و گواہ ہے: - وَلَقِيْوُنَ
 نَوْلَادَ اُنْتُزُلَ عَلَيْهِ آیَةَ مِنِ رَبِّهِ فَقُلْ اَعْمَالُ الْغَيْبِ
 لِلَّهِ فَنَانِتَرِضُوا اَنِّي مَعْلُومٌ مِّنَ الْمُنْتَظَرِينَ -
 (سورہ یوسف/۲۰) یعنی اور کہتے ہیں کہ اس پیغمبر پر کوئی معجزہ (ہماری
 خواہش کے موافق) کیوں نہیں نازل کیا گی تو دل رسول، تم کہہ دو کہ
 غیب و ای تصرف خدا کے واسطے خاص ہے تو تم بھی انتظار کرو اور تمہارے
 ساتھ میں (بھی) یقیناً انتظار کرنے والوں میں ہوں۔ (کمال الدین سے
 شیخ صدوق، جلد ۲/۳۰۰) یہ بات پیش نظر ہے کہ جدت غائب امام ہمدری
 عجل اللہ تعالیٰ فرج الشریف پر ایمان شبیان علی ہی کی خصوصیات میں
 ہے۔

(۳) ابوالحارث امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیتہ شریفہ: «الَّذِينَ
 اَنْمَكَثُا هُمْ فِي الْأَرْضِ اَقْتَامُوا الصَّلَاةَ وَأَكْتُوَالَّرْكَوَةَ
 وَأَمْرُوا بِالْمُعْرُوفِ وَنَهَا عَنِ الْمُنْكَرِ وَلِلَّهِ عَاقِبَةُ
 الْحُصُمُوْرِهِ» (سورہ حج راہ/۲۴) یعنی یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم انہیں رفع
 زین پر قابو دے دیں تو (بھی) یہ لوگ پابندی کے ساتھ نماز ادا کریں گے
 اور زکوٰۃ دیں گے اور اچھے کام کا حکم کریں گے اور یہ دیں سے
 (لوگوں) کو روکنے گے اور (یوں لت) سب کاموں کا انجام فراہمی کے
 اختیار ہے، کے ذیل میں آیت ارشاد فرماتے ہیں: «يَأَيُّهُمْ أَلَاَ
 عَلِيهِمُ الْكَلَامُ كَمَا يَأْتِي بِهِ - خداوند عالم حضرت ہمدری علیہ السلام
 اور ان کے اصحاب کے لیے زین کے مشرق و مغرب کو ان حضرات کے
 تصرف میں لائے گا اور دین کو آشکار کر دے گا اور خداۓ عز و جل ان
 حضرت عجل اللہ تعالیٰ فرجہ اور ان کے اصحاب کے ذریعہ بعد عتوں اور
 باطل گوئیں ہے و نابود کر دے گا۔ (تاویل الائیات الظاہرہ/۳۲۳)
 اس آیتہ شریفہ میں حضرت امام ہمدری علیہ السلام کے خیف و قیام
 اور ان حضرت عجیب کی حکومت کی بنیاد رکھا گیا ہے۔

(۴) ابوال بصیر نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے آیتہ شریفہ: -
 «وَعَدَ اللَّهُمَّ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَحَمَلُوا الصَّالِحَاتِ
 لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ
 مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي
 اذْتَصَنَ لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ تَبَغِ خُوفِهِمُ

(الف) مفہوم غیبت :

غیبت امام علیہ السلام ان معنی میں ہے جو نہیں کہ آن بھت ب عمل اللہ تعالیٰ فوجہ کسی اور دنی میں زندگی بس کر رہے ہیں۔ جیسا کہ «شیخیہ» ذرفہ والوں کا عقیدہ ہے۔ یا اس معنی میں بھی ہیں کہ آخرت علیہ السلام کسی کنوں یا سردارب میں پوشیدہ ہیں اور صرف ظہور ہی کے موقع پر وہاں سے نکل کر ظاہر ہوں گے جیسا کہ بعض علماء اہل سنت کا خیال ہے۔ نیز غیبت کے یہ معنی بھی نہیں کہ امام مہدی علیہ السلام وجہ کی مانند ایک ناقابل دید و جو در کے حامل ہیں۔ اسی لئے ان کی زیارت ناممکن ہے جیسا کہ عوام الناس میں کچھ لوگوں کا ہمی خیال ہے۔ یا غیبت کے یہ معنی بھی نہیں کہ آخرت عمل اللہ تعالیٰ فوجہ اس روئے زین کے ایک خطے میں قیام پذیر ہیں جہاں سے وہ باہر آتے ہی نہیں جیسا کہ بعض کتابوں میں اس قسم کی روایتیں وارد ہوئی ہیں۔

غیبت امام علیہ السلام کا صحیح اور حقیقی معنی یہ ہیں کہ اس روئے زین پر اپنے آباد و جدرا طبا ہر من کے مانند اپنے نادی جسم و جان سیست زندگی بس کرتے ہیں، لفٹگو کرتے ہیں، لوگوں کی مدد میں فری اقدام فرماتے ہیں۔ یعنکے ہوئے افراد کی رہنمائی کرتے ہیں۔ مراسم جو بیت اللہ میں شریک ہوتے ہیں۔ دوسرا مقصود یہن علیہم السلام کی زیارت کے لیے ان کے روضہ ہائے مبارک اور قبور مطہرہ پر تشریف لے جاتے ہیں۔ مظلوموں اور چاہئے والوں کی فریاد پر فریاد کو ہم پوچھتے ہیں۔ لوگ آخرت صوات اللہ وسلامہ علیہ کو دیکھتے ہیں اور ان سے لفٹگو بھی کرتے ہیں لیکن لوگ انہیں پہچان نہیں پاتے۔ ان حضرت کی ذات والا صفات کی شخصیت کے شذاذت نہیں کرپاتے۔

البتہ یہ ساری باتیں اس امکان کا انکار نہیں کرتیں کہ کبھی آپ خاطروں کے دریان سے اسی طرح نکل جاتے ہیں جس طرح اُس کے جداً ماحصلہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کفار و مشرکین کے نرغے سے شب بھرت اپنے خانہ اقدس سے باہر نکل گئے تھے اور کوئی آخرت کو دیکھ نہ سکا۔ چنانچہ انہیں مبنی میں امام فائد علیہ السلام غیر مریع امام نہیں ہیں بلکہ ایسے امام



یوں توقعیدہ "مہدویت" کے مسئلے یہ بہت سی دلوں میں اختلافات اور شبہات پیدا کرنے لگے ہیں لیکن سب سے زیادہ مشکل سئہ حضرت مہدی علیہ السلام کی غیبت کے مفہوم اور معنی کا ہے۔ اسی لئے میں قرار دیئے جانے کی خاطروں میں سے ایک اہم شرط امام غائب پر ایمان و ایقین کو قرار دیا گیا ہے۔ امام مہدی علیہ السلام کے غیبت سے تعلمت احادیث و روایات شیعہ و سنتی و دلوں ہم کے سکتابوں میں بکثرت موجود ہیں۔ جیسا کہ مشہور سنتی محقق و عالم متقدی پندی نے کتاب "البران فی عدماۃ مہدی آخر الزمان" میں اور علامہ سبوطی اور العرف الوردي فی اخبار مہدی میں اور مقدمہ شافعی نے اتنا:- "عقد الدار فی اخبار انتظار" میں نقل کی ہیں۔ اسے حضرات کے عداؤہ دھر گر علماء اہل سنت نے اس قسم کی روایتوں کا انداز لگایا ہے اسی طرح شیعوں کے اجلہ علماء کی متعدد تصاویر ایسی ہیں۔ جن میں وہی روایتیں نقل کی گئی ہیں جن کا تعلق "مہدویت" کے مختلف مباحثت کے ساتھ غیبت سے بھی اور اس پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ شلاشیخ صدوق نے اپنی معروف کتاب "کمال الدین و تمام الغبة" میں، شیخ طوسی اور شیخ غافلی نے اپنی کتب ایسے "الغيبة" میں (اتفاق سے دلوں نے اپنی کتاب کا نام "الغیبت" رکھا ہے) اسی روایتی جمع کی ہیں۔ جو "غیبت" کے مفہوم پر میں اسی بناء پر جب خداوند عالم جل شانہ نے حضرت مہدی علیہ السلام کو "غیبت" سے سفر از فرمایا ہے، اس بارے میں کسی قسم کا اختلاف یا شبہ نہ پیدا ہونا چاہیے۔

لیکن اس مقام پر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ غیبت کا مفہوم کیا ہے؟ اور امام علیہ السلام کن معنی میں غائب ہیں؟

جب کہ اسی تہمت کی بنا پر ملاقات ہمیشہ غار میں ہونا چاہیے تھی۔
دور غنیمت میں کوئی بھی حضرت کی حکم کا یقینی طور پر نام
نہیں رکھتا۔ شیعہ ہر جسم کی صبح کو دھانے میں حضرت نے یوں
پڑاپ کا قیام ہے۔ اس کا مطلب ہی کہی ہے کہ کوئی حضرت کی
قیام گاہ سے واقع نہیں ہے۔

اس بنا پر غار میں یاتہ خانے میں زندگی بسر کرنا شیعہ عقیدہ
نہیں ہے۔ یہاں صرف ایک سوال رہ جاتا ہے کہ جب شیعہ غار
یاتہ خانہ میں زندگی بسر کرنے کے قابل نہیں ہے تو پھر کیوں سامرا
میں سرواب (ۃ خانہ) کی زیارت کرتے ہیں؟

اس کا جواب واضح ہے، یہ وہ جگہ ہے جہاں تین امور
امام علی نقی اور امام حسن عسکری اور امام زمان علیہم السلام نے زندگی بسر کی
ہے اور یہ ان گھروں میں شامل ہے جس کے بارے میں خداوند عالم
کا ارشاد ہے: ”فِيْ بُيُّوْتِ أَذَنَ اللَّهُ أَنْ تُوقَعَ
وَيَدِكُوْرِفِيْهِ اِسْمَمَةُ“ (لفظ۔ ۳۶) ان گھروں میں سے
ہے جن کے بارے میں خدا نے اجازت دی ہے کہ ان کو بلند کیا
جائے (ان کا احترام کیا جائے) اور اس میں خدا کا نام لیا جائے۔
جونکہ اسی گھر میں امام علیہ السلام سکونت پذیر تھے اس
لئے باہر کتہ ہے نہ یہ کہ آج بھی وہ آپ کی قیام گاہ ہے۔ یہ بالکل
اسی طرح ہے جس طرح اپنیاء علیہم السلام کی طرف منسوب گھروں
کا احترام کیا جاتا ہے۔

امام مہدی علیہ السلام کی ولادت کے بعد سے ظہور تک
غار یاتہ خانے میں سکونت پذیر رہ کر زندگی بسر کرنا اہل سنت
کا عقیدہ ہے ہو تو ہو لیکن شیعہ عقیدہ قطعاً نہیں۔ یہ دعویٰ الغیر
دلیل نہیں۔ دلیل یہ ہے کہ مشہور عالم اہل سنت حافظ ابو عبد اللہ
محمد بن یوسف بخاری شافعی (ولادت ۷۵۹ھ)، اپنی موقر کتاب "البيان
نی اخبار صاحب الزمان" کے ۲۵ویں باب میں لکھتے ہیں: "مہدی کا
انکار کرنے والے اعتراض کرتے ہیں کہ: اگر مہدی غار میں زندگی بسر
کر رہے ہیں تو کس طرح ان تک غذا پہنچتا ہے؟" اس کا وجہ
ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حافظ بخاری شافعی کے نزدیک یہ بات
ٹھیک ہے کہ حضرت مہدی سرواب (ۃ خانہ) میں زندگی بسر کر رہے
ہیں۔ صرف مسئلہ وہاں غذا پہنچنے کا ہے اور اس کے لیے وہ جواب
دیتے ہیں۔ جب کہ شیعہ بزرگ عالم علی ابن عسیٰ اربی دینہیانے
کتاب "البيان" خود حافظ بخاری شافعی سے پڑھی تھی) اپنی کتاب
"کشف الغمہ" میں حافظ صاحب کی بات نقل کرنے کے بعد لکھتے

ہیں جو ایک ناشناختہ انسان کی صورت میں ہیں۔

(ب) افسانہ سرواب :

ہدایت کے سلسلے میں شیعوں کے عقیدہ پر اہل سنت
حضرات کا مشہور اعتراض یہ ہے کہ شیعوں کا عقیدہ ہے کہ امام حسن
عسکری علیہ السلام کی شہادت کے بعد امام مہدی شہر ساتھ کے
محیٰ کنوں یا سرواب میں جعلے گئے اور اسی میں قیام پذیر ہیں اور
ظهور کے وقت وہاں سے باہر نکلیں گے۔ اسی بنا پر زیارت علیات
عالیات کے دریان شیعہ حضرات ساموہ میں کنوں کے کنارے جا کر
اپنے امام سے نیاجات کرتے ہیں۔ "حدائقی" کا اہل سنت حضرات
کے بعض شرعاً نے اس اعتقاد کی مذمت میں اشعار بھی لکھے ہیں اور
لئے ایک دلواہائی اپنے کے نام سے تشبیہہ دی ہے۔

تحقیق و تدقیق کے بعد موجعہ کتابوں سے اس بات کو
نشاندہی ہوتی ہے کہ اس باطل عقیدے کے موجع حافظ محمد بن یوسف
بنجها (۴۵۱ھ) ہیں جو شافعی مسلم کے پیر اور شام کے رہنے والے
ہیں۔ چنانچہ حنفی مسلم کے بعین علماء نے اس باطل عقیدے کو
انہیں کی پیروی کرتے ہوئے نقل کیا ہے۔ البتہ جو باتیں اس سے
مسئلہ شیعہ کتابوں میں پائی جاتی ہیں وہ اس عقیدے کی روایتیں
مکھی گئی ہیں اسکے نزدیک اسے صحیح ثابت کرنے یا اس عقیدے کے دفاع کی
عرض ہے۔

اس قسم کے اہم احادیث میں ایک وہ سرے سے بازی ہے
جانے کی کوشش سے ایسا لگتا ہے جیسے تہمت کوئی ثواب کا کام
ہے۔

شیعہ ہرگز اس بات کے معتقد نہیں کہ ان کے امام عسکری غار
یاتہ خانہ میں پوشیدہ ہیں وہ امام کیونکر غائب کہا جا سکتا ہے جو
تہ خانے میں موجود ہو اور اس کو سمجھی جانتے ہیں۔

شیعوں کے عقیدہ کے مطابق امام علیہ السلام حج کے لئے
تشیف لاتے ہیں۔ لوگ حضرت کو دیکھتے ہیں مگر سمجھا نہ ہے
یہ عقیدہ تہ خانہ یا نار میں رہنے کے خلاف ہے۔

شیعہ اور سنتی دولوں ہی اس بات کے معتقد ہیں کہ
حضرت علیہ خانہ کعیہ سے ظہور فرمائیں گے۔ البتہ اگر غار والی رایت
درست ہو تو یقیناً آپ غار سے ظہور فرماتے۔

صاحب "المواقيع" والجوہر نے خود نیز یہ سے دیگر افراد
کے علاوہ حسن عراقی جیسے بعض بادران اہل سنت نے دنیا کے
 مختلف حصوں میں حضرت مہدی علیہ السلام کی زیارت کی ہے۔

اور جب خداوند متعال کا حکم ہو کا ظہور فرمائیں گے۔ الشاعر اللہ

بقیہ، فربتِ الٰہی کا وسیلہ

ہیں :
اے عبدال امیر بے بعد میرا فرزند محمد بیوگا، محمد کے بعد ان کے فرزند علیٰ ہوں گے۔ علیٰ کے بعد ان کے فرزند حسن اور حسین کے بعد ان کے فرزند جنت ہیں جو قائم ہیں (سلام اللہ علیہم اجمعین) لیکن ان کے غیبت کے زمانے میں ان کا انتظار کریں گے اور ان کے ظہور پر ان کے حکم کی پیری کریں گے۔ اگر دنیا کی عمر میں امرت ایک ہی دن باقی رہ جائے گا، تو یہی خداوند عالم اسی دنیا کو اتنا طلاقی کر دے گا تا کہ اُس جنت خدا کا ظہور ہو اور وہ روئے زمین کو اس طرح عدل والاصاف سے پر کر دے گا جس طرح وہ ظلم و حور سے بھری ہوگی۔ ”دیکار جلد اہ ص ۳۴۵“ خداوند عالم ہم بھروس کو زیادہ سے زیادہ اسی امر کی توفیق کرتے فرمائے کہ ہماری آخری سانس بھی اللہ، اس کے رسول اور آل رسول علیہم السلام کی محبت والفت خصوصاً حضرت مجتبؑ کے لئے وقف ہو اور دین اسلام کی لفڑت میں نزدیکی بسر ہو۔

بیان: امام وجہ یقائقے کائنات

یعنی والی تمام مخلوقات کا وجود، غم والم میں گرفتار درود و مصیبۃ کا شکار انسان کا درود و غم اور مصیبۃ والم سے بجاتا ہے۔ سب امام کے وقت کے وجود مقدس کی بنیاب ہے۔ امام ہی اور رابطہ نیض ہے جس کی بدولت ساری کائنات خداوند عالم کی رحمتوں سے فیض یا

ایسے امام پر ایمان نہ لانا، ان کو بیاد نہ کرنا، ان کے فرقی میں آنسو
نہ بینا، ان کے تھوڑے کے لئے جیسے نہ ہنا، تھوڑے پاؤں کے لئے زین
ہموار نہ کرنا انسانیت، دین اور اخلاقی کے خلاف ہے۔ ایک
ذرا سی نعمت پہنچوئی سے لعan کی خاطر انسان نرگزی بھر صاحب نعمت
و انسان کا ممنون و مشکور رہتا ہے چہ جائیکہ وہ ذات ساری نعمتوں
جس کی بنای ہیں۔

ان بیانات سے یہ بات خوب واضح ہو گئی ہے کہ کائنات کا ذرہ فرہ امام عصر علیہ السلام کا وجود اقدس کی گواہی دے رہا ہے۔ ان پر ایمان لانے اور ان کے وفادار رہنے کا مطالبہ کر رہا ہے۔

خدائیمارے دلوں کو ان کی محبت سے منور فرمائے اور ہمیں
ان کے نخلص و فاداروں اور غلاموں میں شمار فرمائے ۔
آئین رب العالمین

ہیں: یہ ایک عجیب و غریب بات ہے کہ یہ کیونکہ جو لوگ حضرت کے وجود سے انکار کرتے ہیں وہی اسی بات کے قابل ہیں اور جو لوگ حضرت کے وجود کو تسلیم کرتے ہیں اور ان کے معتقد ہیں وہ اس بات کے قابل نہیں ہیں کہ سڑاک بیان زندگی بسر کرتے ہیں۔

جو لوگ عراق یاد و سرے گئم اور ریگستانی علاقوں میں رہ چکے ہیں وہ اس بات سے بخوبی واقف تھے ہیں کہ قدیم زمانے میں (کھنی مانے میں) ہندوستان میں بھی یہ بات رائج تھی، مہیمنگ رہا میں دوسرے کی شریعہ تمازست سے محفوظ رہنے کے لیے لوگ اپنے مگرہ و سایہ میں تھے خانے بناتے تھے اور جو میں گئی میاں لگزار تھے تھے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کا مگرہ سامراج عراقی میں بنتا۔ جہاں کی گئی شہر تھے۔ اس زمانے کی عام عادت کے مطابق حضرت کے مگرہ میں بھی ایک تھے خانہ تھا، جس کو عربی میں سرواب کہتے ہیں۔ گرسیوں میں امام علیہ السلام اور ان کے جملہ اہل خانہ اس سرواب میں رہتے تھے۔ امام حسن عسکری علیہ السلام کے شہزادوں کے بعد ظالم خلیفہ بنی عباس کے شکریت حضرت امام ہبہدی علیہ السلام کو گرفتار کرنے کے لئے حضرت کے مگر پر عمل کیا تو دیکھا کہ حضرت سرواب مبارک میں نمازِ پڑھا رہے ہیں۔ لیکن خدا کی قدرت کا علم سے وہ لوگ حضرت کو گرفتار نہ سکے اور اپنا سامنہ لے کر گئے۔ ایک دوسری روایت کے مطابق فوجیوں نے جب حضرت کے خاذ اقدس کا محاصرہ کر لیا تو آپ اس طرح سرواب سے باہر نکلے جس طرح آپ کے جدید حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم شب ہجرت کفار و مشکرین کے دریا میان سے نکلے تھے۔ فوجیوں نے مھر کی تلاشی کی لیکن آپ کو وہاں نہیں پایا۔ اس روایت کو لوز الدین عبد الرحمن جای حسینی نے شواہد النبیۃ میں نقل کیا ہے۔

اس بحث کے بعد یہ بات مکمل کر سائنس اگئی کہ حضرت امام ہبہ
علی اللہ عالم کا خاری اسم و اب میں رہ کر زندگی بسر کرنا یہ ایک سنتی عقیدہ
ہے ورنہ کوئی بھی شیخہ عالم اس کا قابل نہیں ہے اور یہ عقیدہ شیعی
عقائد کے بالکل برخلاف ہے یہ معلوم نہیں وہ کون سے درپرداہ اسیا
ہیں جن کی بنیاد پر یعنی اہل سنت اس طرح کی بے بنیاد بالتوں کو پڑھے
طمہرے اقی سے بیان کرتے ہیں ۔

امام محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے پدر بنزیر کو ارجمند امام حسن عسکری علیہ السلام کی شہادت کے بعد فراخونہ و مشارونہ کی سنتوں پر عمل پیرا حاکموں سے اور خلفاء کی سختیوں کی بنایا۔ پرسوگوں کی نکاحوں سے پوشیدہ ہو رکھئے اور خدا کے حکم سے غنیمت اختیار کر لی یعنی اس طرح زندگی اپس کر رہتے ہیں اک کوئی بھی ان حضرتی کی تیام گاہ سے واقف نہیں ہے اور جب تک خداع نعمتوں کی سرتی ہو گی غنیمت میں رہیں گے

أَتَرْزُعَمْ أَنْكَ جَرْمَ صَفِيرَ
وَفِيلَ النَّطْوَى الْعَالَمَ الْكَبِيرَ
كِيَا تِمْ يَهْ خِيَالَ كَرْتَهْ هُوكَتَمْ أَيْكَ مُعْوَى سَاجِرْتَهْ هُورْجِبَكَهْ تِهْمَارَسَهْ
يَلِيْسَ أَيْكَ عَالَمَ كَبِيرَ بُوشِيدَهْ هَيَهْ -

الْإِنْسَانَ كَهْ بَدَنَ مِنْ دَلَ وَهْ نَقْطَةَ مَرْكَزِيَهْ بَهْ جَوْسَارَسَ بَدَنَ
كُونِيْضَ پُوشِنَجَا تَاهَهْ - بَدَنَ كَاهْ كَوْنَيْ عَصْنَوَا يَسَاهَنَهْ بَهْ جَوْسَاسَ كَامَرَهَنَتَ
نَهْ هَوْ - جَوْبَ تَكَ دَلَ سَلامَتَ رِهْتَاهَهْ اَسَ وَقْتَ تَكَ بَدَنَ سَلامَتَ
رِهْتَاهَهْ - بَدَنَ كَتَنَاهَيْ كَمْزُورَكَيَوُنَهْ نَهْ هَوْ أَكَرَ دَلَ سَلامَتَهْ بَهْ رُودَهْ حَيَّا
كَيْ كَرَيَ سَارَسَ بَدَنَ مِنْ دَوْرَاتَاهَهْ - أَكَرَ خَدَنَخَيَهْ أَسَتَهْ دَلَ پَهْ
كَوْنَيْ أَفَتَ آجَاعَهْ يَادَلَ اِپَنَا كَامَ كَتَنَابَنَدَكَوَسَهْ يَادَلَ كُونَكَالَ لَيَ
جَاعَهْ تَوْلَيَادَنَ مَرْدَهْ هَوْ جَاتَاهَهْ -

أَيْكَ بَاتَ قَابِلَ غَوْرَهْ دَلَ لَوْرَسَ بَهْ بَدَنَ كَيْ زَنْدَگَيَ كَاسِبَبَ
تَوْهَهْ مَكَرَ دَكَهَعَيْ نَهَيَسَ دَيَتَا - غَيَّبَتَ مِنْ رِهْتَاهَهْ - لِيَكَنَ عَمَرَ بَدَنَ كَيْ
زَنْدَگَيَ سَهْ دَلَ كَهْ وَجَوْدَهْ كَالِقَيَنَهْ رِهْتَاهَهْ اَوْ رَاسَ دَلَ كَوْجِيْزَنْدَگَيَ
عَطَاهَرَتَاهَهْ وَهْ "رُوحَ" بَهْ "أَمَرَ اللَّهِ" هَيَهْ -

اَسَ دَيَعَ وَعَرِيْضَنَ كَائِنَاتَ مِنْ اِمامَ كَيْ حَيَّثَتَ قَلْبَ اَوْ رُوحَ
كَيْ بَهْ - جَسَ طَرَحَ بَدَنَ كَيْ حَرَكَتَ قَلْبَ وَرُوحَ كَهْ وَجَوْدَهْ دَلِيلَ هَيَهْ -
اَسَ طَرَحَ كَائِنَاتَ كَيْ زَنْدَگَيَ رُوحَ كَائِنَاتَ حَصَرَتَ وَلَيْ عَصَرَ دَاحَنَافَدَهْ
كَهْ وَجَوْدَهْ دَلِيلَ هَيَهْ -

يَهْ بَاتَ بَهْيَ وَاضْعَفَ هُورَگَيَهْ كَهْ اِمامَ وَقْتَ كَهْ فَانَدَهْ صَرَفَ اِمامَ
كَهْ ظَاهِرَهْ حَاضِرَهْ نَهَيَسَ مَخْصُرَهْ نَهَيَسَهْ بَلَكَهْ اَسَ كَائِنَاتَ كَيْ بَقَاءَ اِمامَ
وَقْتَ كَهْ وَجَوْدَهْ كَهْ فَوَانَدَهْ مِنْ اَيْكَ فَانَدَهْ هَيَهْ -

جَسَ طَرَحَ دَلَ لَوْرَشِيدَهْ رِهْتَاهَهْ كَهْ بَاَوْجَوْلَوْرَسَ بَهْ بَدَنَ كَيْ اَيْكَ
اَيْكَ عَصْنَوْكَوْنِيْضَ پُوشِنَجَا تَاهَهْ اَسَ كَهْ دَرَدَ وَدَكَهْ كَوْحَلَ كَرَتَاهَهْ -
اَسَ عَصَرَ دَاحَنَافَدَهْ غَيَّبَتَ مِنْ نَهَنَهْ كَهْ بَاَوْجَوْلَوْرَيَ كَائِنَاتَ
كُونِيْضَ پُوشِنَجَا رَهْ بَهْ اَوْ دَرَدَ مَنَدوُنَهْ كَيْ مَشَكَلَاتَ دَوْرَنَهْ رَهْ بَهْ -
بَدَنَ مِنْ جَوْجَهَيَ قَوْتَ وَطَاقَتَهْ بَهْ وَهْ رُوحَ كَيْ بَنَآپَهْ بَهْ جَوْ
كَچَهْ حَمَارَتَ وَزَنْدَگَيَهْ بَهْ وَهْ رُوحَ كَيْ بَنَآپَهْ - سَارَسَ اَعْضَادَ رُوحَ
كَهْ اَرادَسَ كَهْ پَابَندَهْ مِنْ صَرَفَ اِسَ كَهْ حَكْمَهْ نَهَيَسَ بَلَكَهْ اَسَ كَهْ مُعْوَى
سَهْ اَرادَسَ كَهْ بَهْجَيَ مَرْتَابَيْ نَهَيَسَ كَرَتَهْ بَهْ -

اِمامَ رُوحَ كَائِنَاتَهْ - اَسَ كَائِنَاتَ مِنْ جَوْجَهَ زَنْدَگَيَ
بَهْ جَوْجَهَ قَوْتَ وَطَاقَتَ وَحَمَارَتَهْ بَهْ وَهْ سَبَ اِمامَ عَصَرَ دَاحَنَافَدَهْ
كَيْ بَدَولَتَهْ - جَنَتَ اَعْنَاءَ اِنْسَانَ كَهْ اَرادَسَ كَهْ پَابَندَ اوْرِيْطَعَ
وَفَرِيْبَارَهْ بَهْ - كَائِنَاتَ كَافَرَهْ فَنَدَهْ اَسَ سَهْ كَهْبَيَ زَيَادَهْ اِمامَ عَصَرَ
عَلَيْهِ السَّلَامَ كَهْ اَرادَسَ كَهْ بَيْطَعَ وَفَرِيْبَارَهْ بَهْ - وَهْ اِمامَ كَهْ حَكْمَهْ سَهْ



اِمامَ يَا الَّهِ نَمَائِنَهَ كَيْ ضَرُورَتَ صَرَفَ شَرِيعَ اِحْكَامَ دَقَانِيَسَهْ كَهْ
حَاصِلَ كَرَنَهْ اَوْ رَانَ پَرَ عَمَلَ كَرَنَهْ كَهْ لَيَهْ نَهَيَسَهْ - اَصْطَلَاحِيْ لَفْظُونَ
مِنْ يَوْمَ بَيَانَ كَيْ جَاسِكَتَهْ بَهْ اِمامَ كَيْ ضَرُورَتَ صَرَفَ عَالَمَ شَرِيعَ مِنْ خَصَرَهْ
نَهَيَسَهْ بَهْ بَلَكَهْ كَائِنَاتَ كَيْ بَقَاءَ كَهْ لَيَهْ اِمامَ كَاهْ وَجَوْدَ ضَرُورَتَهْ بَهْ اَكَرَ كَائِنَاتَ
مِنْ اِمامَ كَاهْ وَجَوْدَهْ هَوْ تَوْسَارَ اِنظَامَ كَائِنَاتَ دَرَبَمَ بَرَبَمَ هَوْ جَاعَهْ -

حَضَرَتَ اِمامَ مُحَمَّدَ بَاقِرَ عَلَيْهِ السَّلَامَ سَهْ رِوَايَتَهْ بَهْ - لَوَائَتَ
الْإِمَامَ رُفِعَهْ مِنَ الْقَرْضِ سَاعَةً لِمَاجَتُ بَاهَدِلَهَا
كَعَمَائِمَ مُوجَجَ الْبَحْرِ بَاهَدِلَهَا -

(غَيَّبَتَ نَعَانَی بَابَ ۸ حَدِيثٍ ۱۳۹ ص.)
اَكَرَ زَمِينَ اَيْكَ سَاعَتَ بَهْجَيَ اِمامَ كَهْ وَجَوْدَهْ دَسَسَ سَهْ
هَوْ جَاعَهْ تَوْتَامَ اَهْلَ زَمِينَ كَوَاسَ طَرَحَ اَيْنَهْ مِنْ سَوْلَهْ كَيْ جَسَ طَرَحَ سَمَدَهْ
كَيْ طَغَيَانِي سَمَدَهْ مِنْ سَفَرَ كَرَنَهْ دَالَوْنَ كَوْنَكَلَ لَيَتَهْ -

تَوْتَامَ اَهْلَ اِسلامَ تَقْرِيْبَاً اَسَ حَقِيقَتَ پَرَمَقَقَهْ بَهْ كَهْ اَنْ حَضَرَتَ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ اوْرَابَ كَيْ پَاكِيزَهْ اَهْ اَلَ كَيْ بَنَآپَيَهْ دَنِيَا پَيَدَا كَيْ لَيَهْ
هَيَهْ - سَهْتَهْ بَهْ شَهُورَهْ مَعْرُوفَ حَدِيثَ قَدَرَهْ بَهْ - "لَوَائَتَ لَهَمَّا
خَلَقَتُ الْأَنْفَلَادَقَ" - خَدَوْنَدَ عَالَمَ نَهَ حَضَرَتَ پَيْغَمْبَرَ اَكَرَمَ سَهْ
زَرِيَادَهْ - اَكَرَابَهْ نَهَهْتَهْ تَوْمَنَ اَسَمَانَوْنَ كَوْپَيَادَهْ كَرَنَهْ -

اَيْكَ دَوَسَرِيْ حَدِيثَ تَدَهْ مِنْ اَسَ طَرَحَ اَرْشَادَهْ - "خَلَقَتَهْ
لِمَاجَلِي وَخَلَقَتَهْ الْأَشْيَاءَ لِيَجْهَلَهْ" - مِنْ نَهَ اَبَهْ پَيَادَهْ خَاطَرَهْ
پَيَادَهْ کَيَا اَوْ تَوْتَامَ چَيَزَوْنَ کَوَأَبَهْ کَهْ لَيَهْ پَيَادَهْ اَكِيَا -

اِماَمَ رُوحَ كَائِنَاتَ :-

حَضَرَتَ عَلَيْهِ السَّلَامَ نَهَ اَبَنَهْ اَيْكَ شَغَرَهْ بَهْ - اِنْسَانَ كَهْ
"عَالَمَ اَكَرَهْ سَهْ تَشَبِيهَهْ دَهْ بَهْ - اَبَنَهْ بَارِيَهْ شَغَرَهْ نَهَ مَنَجَكَهْ -

بوجوہ کامل مذکور نظر نہ ہوتا تو اس موجود ناقص کا وجود ممکن اور کی کا رجھتا۔
شال کے ذریعے یوں واضح کیا جاسکتا ہے۔ شکم مادر کی زندگی مقدمہ ہے
دنیا کی زندگی کے لیے۔ اگر دنیا کی زندگی مفہوم نظر نظر نہ ہوتی تو شکم مادر
کی زندگی مہمل و بے مقصد ہوتی۔ اس لئے اس کو جو استفادہ وسائل
دے گئے ہیں۔ وہ شکم مادر کی دنیا کے کام کے نہیں ہے ان کا استعمال
اس دنیا کے لیے ہے۔ ہر حال شکم مادر کی زندگی مقدمہ ہے اس دنیا کی
زندگی کے لیے جو شکم مادر کی زندگی کا نسبت زیادہ کمال ہے۔ اس
طرح اس دنیا کی زندگی مقدمہ ہے عالم آخرت کے لیے اچھا زندگی ہی
زندگی ہے کمال ہی کمال ہے۔ اگر حیات آخرت کا لیقین نہ ہوتا تو اس
دنیا کی زندگی قرآنی الفاظ میں ”عَبَث“ اور بے کار ہوتی۔ حیات آخرت
کے وجود نے دنیا کی زندگی کو با مقصد بنایا ہے۔ حیات آخرت
کامل تین حیات ہے۔

اگر ہم سلسلہ موجودات کو دیکھیں تب بھی یہ بات واضح ہے۔ عالم
جنادات مقدمہ ہے۔ عالم نباتات کے لیے۔ عالم نباتات کا وجود عالم
حیوانات کے وجود کی دلیل ہے اور عالم حیوانات کا وجود اشرف الخلق تھا
انسان کے وجود کی دلیل ہے۔ ہمابہ را یک موجود ناقص سے کمال کے
طرف حرکت کر رہا ہے۔ بے شرطیتے موجودات کو صاحبِ رشد و نمو
نباتات نے با مقصد بنایا۔ پست وجود نباتات کو حساس اور تحرک
حیوانات نے با مقصد بنایا۔ بے عقل و بے فکر حیوانات کو
فکر و نظر انسان نے با مقصد بنایا۔ صفات و اخلاق الہی سے عاری انسان
کو صفات خدا کے ظہر امام وقت نے با مقصد بنایا۔ امام وہ ممکن اثر نہ
ہے جس نے پوری کائنات کے وجود کو با مقصد بنایا ہے۔ امام ہی اسی
کائنات کی خلقت کی علت غافی ہے۔ اگر امام کا وجود نہ ہو تو پوری
کائنات مہمل و عبث ہو کر رہ جائے۔

اب خراسی شہر و معروف حدیث بر عزیز فرمائیں۔ ”کو ادف
لَمَّا خَلَقْتُ الْأَوْلَادَ، أَسْبَغْتُ إِلَيْهِ أَنَّهُ أَبٌ نَّهَوْتَ تِينَ
أَفْلَاكَ كُو پیدا ہی نہ کرتا۔“

حضرت پیغمبر کرم صلی اللہ علیہ و آله و سلم نے ارشاد فرمایا ہے۔
”یَا عَلَىٰ نَوْكَمَانَخْنُ مَا خَلَقَ اللَّهُ أَدَمَ وَلَهُ
حَوَاءٌ وَلَهُ الْجَنَّةَ وَلَهُ السَّمَاءُ وَلَهُ الْأَرْضَ۔“

(کمال الدین باب ۳۲ حدیث ۴۵ ص ۲۵ جلد ۱)
لے علی اگر ہم نہ ہوتے تو خداوند عالم نہ آدم کو پیدا کرتا اور نہ
خواہ کو نہ جنت کو پیدا کرتا اور نہ جہنم کو نہ انسان کو پیدا کرتا اور نہ
زمین کو۔

اب مجرم نے جناب ابن عباس کے قول سے یہ حدیث قدسی

ذرہ برابر سرتباں نہیں کر سکتا ہے اور نہ کرتا ہے۔ اس تناظر میں امام
علیہ السلام سے کوئی غیر معوری کام صادر ہونا تجویز خیز بات نہیں ہے۔
ہی وجہ ہے کہ امام جب چاہے جس طرح چاہے تصرف کر سکتا ہے۔

یہ یا تین اسناد میں سے استفادہ کی گئی ہیں جو حضرت امام جعفر
صادق علیہ السلام کے صحابی ہشام بن حکم اور بصیری ناظم، عمر بن عبد
کے درمیان رومناہوا تھا جس کو ساعت فرمائے جسماں کے حضرت امام جعفر صادق
علیہ السلام نے ارشاد فرمایا تھا۔ ”بِإِسْتَدَالٍ تُذَكَّرُ مِنْ يَنْهَا“ یعنی
(اصول کافی ح ۱۴۹ ح ۳)

اہل سنت حضرات کے بہاں بھی اس طرح کی حدیثیں ملتی ہیں
جس سے واضح ہوتا ہے اگر امام وقت کا وجود نہ ہو تو زمین اہل سمیت دھنس
جائے۔ چنانچہ اہل سنت کے مشہور محدث ”عبداللہ بن عقبہ عکبری“ نے
این کتاب ”الایانۃ“ میں اپنے سلسلہ اسناد سے انس بن
مالك سے یہ روایت نقل کی ہے۔

حضرت رسول خدا نے ارشاد فرمایا۔ ”لَأَيْزَالَ هَذَا
الَّذِيْنَ قَاتَلُمَا إِلَى اِسْتِيْعَشَرْفَنَادَامَتَنَوَ اسْلَغَتِ
الْقَرْضُ بِاَهْلَهَا“۔ (رکفت الاستادوس ۹۹)

بارہ دامہ تک یہ دین قائم رہے گا جب یہاں افراہ اس
زمین سے رخصت ہو جائیں گے تو زمین اپنے اہل سمیت دھنس جائے گی۔
اُن تمام باتوں سے یہ بات بخوبی واضح ہو جاتی ہے اگر یہ دنیا قائم
ہے اگر کائنات کا لا اولاد علی مرتفعی کا اولاد رہے جس کی انکھوں کا تاریخ، حسن
عکسی کا پیارا، حضرت امام مہدی علیہ السلام امام وقت ہیں۔ اگر ایس
وقت زدہ ہیں تو ان کی بدولت، اگر یہیں رزق مل رہا ہے تو ان کے
بدولت ہمارے پاس اسلام و ایمان سے قرآن کی بدولت غرضیکہ سمارا
وجود اور اس سے متعلق تمام چیزیں امام عصر علیہ السلام کی بدولت ہیں۔

اُن یہ پناہ احسانات کا ادنیٰ ساتھا ہے کہ ہم ان کو یاد کریں
ان کی باد سے اپنے دل و دماغ کو خالی ہونے دیں۔ ان کا انتظار کریں اور
ان کے ظہور کے لیے زمین ہمار کریں۔ اپنے فرزندوں، اہل خاندان دوست
اجابکے دلوں کو حضرت امام عصر علیہ السلام کی معرفت اور محبت سے
اور زیادہ روشن کریں۔

امام مقصد تخلیق کائنات:

خداؤند عالم نے یہ دنیا کچھ اس طرح پیدا کی ہے کہ وجود پیش
وجوہ بلند کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔ بہتر لفظوں میں اس کو یوں بیان کیا
جا سکتا ہے۔ ہر موجود ناقص موجود کامل کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔ اگر

حضرت امام عصر رواخاندہ نے زیارت عاشوراً اور زیارت
جامعہ پڑھنے کی نصیحت فرمائی ہے۔ (بخاری تقب ص ۳۴۲-۳۴۳)

یہ زیارت امانت کی معرفت کے لئے بخوبی کریں ہے۔ اس سے
واضح ہوتا ہے کہ امام زین پر اللہ کا ذکر، مخلوقات عالم پر اللہ کی جگہ ملے
حیات کائنات کا محور خالق اور مخلوق کے دریان رابطہ نیف روحانی،
کمالات کا آئینہ نور، انسانی فضائل کا اعلیٰ نمذہ، تمام اچھائیوں اور
نیکیوں کا مجموعہ، علم اور قدرت خدا کا مظہر، بندگان خدار سیدہ کا
اعلیٰ شامہ کار، ہر طرح کے آودگے سے پاک و صاف، جو زین
اسرار غیب اور فرشتگان الہی کا راز داں، ادبیات اور اخلاقیت کے مانی، حال
اوستقبلیت سے آگاہ۔ علم الہی کا خزانہ دار اور کمالات انبیا کا درستہ دار
ہے۔

زیارت جامعہ کے مدد و مدد فیل نظرے صفات صاف کہہ ہے
ہیں اگر امام نہ ہو تو انسان زین پر بچھت پڑے، بارش کے ایک
قطھے سے بھی زین سیراب نہ ہو۔

بَلِّي أَنْتُمْ وَأَنَا وَنَفْسِي وَاهْلِي وَمَالِي مَنْ
أَوْدَادَ اللَّهَ بَدَعَكُمْ وَمَنْ وَحَدَهُ قَبْلِيْ عَنْكُمْ
وَمَنْ قَصَدَهُ تَوَجَّهَ بِكُمْ مَوَالِي لَدَّاحْصِيْ شَانِكُمْ
وَلَدَّابَلَغَ مِنَ الْمَذْرُوحَ لَكُمْ وَمِنَ الْوَصْفَ قَدْرَكُمْ
وَأَنْتُمْ نُورُ الْأَخْبَارِ وَهُدَاةُ الْأُمَّاَرِ حُجَّاجُ الْجَمَارِ
يَكُمْ فَتَحَ اللَّهُ وَبِكُمْ يَخْتَمُ وَبِكُمْ يَنْتَلِي
الْفَقِيْتُ وَبِكُمْ يُمْكِنُ السَّعَادَ أَنْ تَقْعَ عَلَى الْأَرْضِ
الْوَبَادِيْنِهِ وَبِكُمْ يَنْفَسُ الْهَمَّ وَبِكُشْتَ الصُّوْرِ

میرے ماں باپ، میری جان، میرا خاند ان اور میرا ماں سب سے
آپ پر قربان۔ جو خدا کا سپورٹ خانہ چاہتا ہے وہ آپ سے ابتداء کرتا ہے۔
جس نے خدا کو واحد جانا اس سے خدا نیت تعلیم آپ سے حاصل کی۔ جو
اس کا مقید کرنا ہے وہ آپ کی طرف رجوع کرتا ہے۔ لے ہمارے آقا،
آپ کی مدح و شناسنامہ نہیں کر سکتے۔ آپ کی مدح کی حقیقت تک ہماری
رسائی نہیں ہے۔ آپ کے صفات کا اندازہ نہیں کر سکتے۔ آپ اچھوں
کے نور، نیکوں کا بول کے بہنا اور خداوند جبار کی جنت ہیں۔ خدا نے
آپ ہی سے (اس کائنات کی) ابتداء کی ہے اور آپ ہی پر اس کا اختتام
ہو گکہ آپ ہی کی بنابر بر اشر ہوتے ہیں۔ آپ ہی کی سبب احسان زین پر
بچھت نہیں پڑھا ہے مگر اس کی اجازت سے۔ خدا آپ ہی کے واسطہم
کو بطرف کرتا اور سختیوں کو دور کرتا ہے۔

اس وقت دنیا میں جو اسلام سے جو ایمان کا الفہم ہے جو بکوں
کو ہدایت مل رہی ہے۔ انسان کا وجہ، زین کی حیات ان کے دریان
باتی صفحہ ۱۱ پر

نقل فرمائی ہے۔

«خداؤن عالم نے جناب علیہ (علیہ وعلیٰ بنین الصدّۃ والسلام) کی خاطر یہ وحی فرمائی۔ «اے عیسیٰ محمد پر ایمان لاو اور اپنی امت کو حکم دو جو کوئی ان کا زمانہ درک کرے وہ ان پر ایمان لاے۔ اس لئے الگ محمدہ ہستے قبیل آدم کو پیدا نہ کرتا اور الگ محمد نہ ہوتے تو میں جنت و ہم نہ کوپیدا نہ کرتا۔ (شوادر الحق فی الاستفادة بیل الخلق مولف بھانی
ص ۱۳۹۔ مطبوعہ استبلوں ۱۳۹۶)

ان حدیقوں سے باقاعدہ واضح ہو رہا ہے امام عصر علیہ السلام کی ذات گرامی وہ جامع کیلات اور مظہر نام صفات پرور و گار ہے۔ جو وجود کائنات کی غرض و غارت ہے۔ ظاہر سی بات ہے اگر امام کا وجود نہ ہو تو دنیا دریم و دریم ہو جائے۔

جو شخصی کے دل میں امام عصر علیہ السلام کی معرفت ہے۔ قلب کا گوشہ گوشہ امام کی محبت سے سرشار ہے اور جو اس مظہر نام صفات پرور و گار کیے جائیں ہیں کمالات کے درجات طے کرنا چاہتا ہے۔ جو ان کے اور جو کار کی رسمائی میں کمالات کے درجات طے کرنا چاہتا ہے۔ جو ان کے اور ان کے آباء و اجداد کے راستہ پر چلنا چاہتا ہے تو وہ یقیناً بالمقصد زندگی گزار رہا ہے اور جس کا وجود ان مقاصد سے خالی ہے وہ صرف ایک بوجھ ہے جو زین پر تعریک کر رہا ہے۔

حضرت علی علیہ السلام کا یہ نظرے کس قدر پہنچنی ہے اور کس قدر مفہوم کرنے والیں میں سینے ہوئے ہے۔

«فَإِنَّ أَضَارِعَ مُؤْتَمِنًا وَالنَّاسُ بَعْدُ ضَائِعَ لَدَنَا»
وَنَبَّهَ الْبَلاغَةَ مُكتوب - ۲۸ صفحہ ۱۷۶)

ہم تربیت یافتگان بارگاہ خداوند عالم ہیں اور لوگ ہمارے لوگ ہمارے لئے بنائے گئے ہیں۔

امام سید بقاء کائنات:

زیارت جامعہ بکیرہ بہت ہی معتبر زیارت ہے۔ اس زیارت کو جناب شیخ صدق علیہ الرحمۃ اپنی کتاب "من لا یکفہ الفقیہ"
ج ۲ ص ۴۰۹ اور اپنی دوسری کتاب "عیون اخبار الرضا" ج ۲ ص ۲۷۲ اور
اپنی کتاب شیخ طوسی علیہ الرحمۃ اپنی کتاب "تهذیب الاحکام" ج ۲ ص ۹۵
پر نقل کیا ہے۔ علامہ محلی علیہ الرحمۃ اس زیارت کے بارے میں فرمایا
ہے "زیارت جامعہ سند کے اعتبار سے صحیح ترین سند اور عبارت،
فصاحت و بلاغت کے لحاظ سے بہترین زیارت ہے۔"

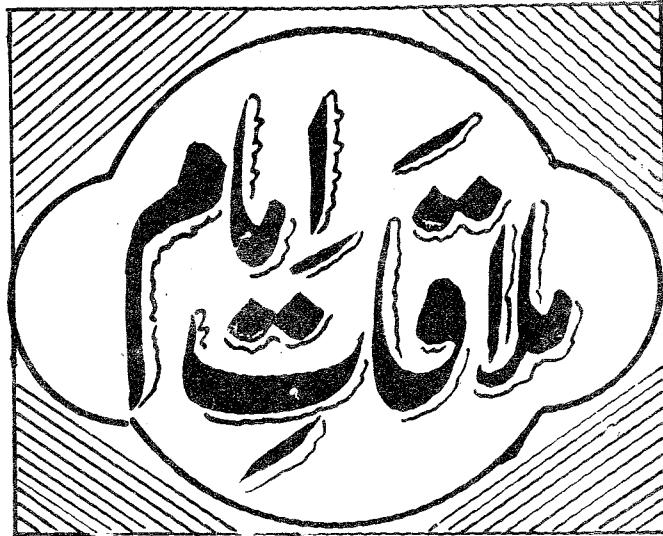
(دیکار الالفار ج ۱۰۲ ص ۱۲۳)

یہ زیارت حضرت امام علی نقی علیہ السلام نے اپنے صحابی جناب
"مویسی بن عبد اللہ تخفی" کی درخواست پر انہیں تعلیم دی تھی۔

کی اور اگر گے بڑھ کر اپنے آقا و مولا کے ہاتھوں کو پہنچا۔ اپنے باختہ خواس کو اپنے وجود میں جمع کیا اور اپنے سے سوال کیا "یا بن رسول اللہؐ کی شریف عمر بن حمزہ" حق پر ہیں؟ آپ نے فرمایا۔ نہیں۔ لیکن اس کے امکانات ہیں کہ اسے ہدایت نصیب ہو اس لئے کہ وہ اس وقت تک اس دنیا سے کوچ نہیں کرے گا جب تک میری زیارت نہ کر لے۔ میرے ذہن میں اس واقعہ کی یاد ہمیشہ تازہ رہتی تھی۔ یہاں تک کہ ایک طویل مدت گزر گئی۔ حق کے شریف عمر کی موت واقع ہو گئی لیکن یہ خبر منشر نہ ہوئی کہ شریف عمر کو آجخاب سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا ہے یا نہیں۔

ایک روز میں اس شیخ زادہ تھار کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ میں نے اس کو یاد دیا کہ نہیں نے ایک روز یہ واقعہ دہرا یا کہ شریف عمر بن حمزہ کی موت واقع ہو گئی جب تک آجنبائی کی ملاقات کا شرف دے حاصل نہ ہو جائے۔ میں نے اس لئے زور دے کر پھر کہا تاکہ دکارہ کر سکے۔ "تم نے یہ واقعہ اس وقت نقل نہیں کیا تھا جب میرے پدر بزرگوار کی مجلس تشریف لائے تھے؟" اس شخص نے جواب دیا کہ "نہیں کیا یہ علم ہوا کہ آجنبائی نے اپنی زیارت سے محروم رکھا اور اس کی موت واقع ہو گئی۔ کچھ دن ہیں گزرے کہ میری ملاقات" شریف ابن ابی المناقیب "جو شریف عمر بن حمزہ کے بیٹھے تھے، ہوئی۔" میں نے دورانِ گفتگو میں ان کے والد بزرگوار کے بارے میں دریافت کیا تو ابی المناق نے کہا "ایک روز میں اپنی والدہ کے قریب بیٹھا ہوا تھا۔ والد صاحب کی حالت خراب تھی۔ مرض کا غالب تھا وقت جواب دے چکی تھی۔ زبان تقریباً بند ہو چکی تھی، موت کے آثار قریب تھے۔ ناگاہ میرے ٹھہر کا باہری دروازہ کھلا۔ ایک شخص جو سہماۃ خوبصورت تھا گھر میں داخل ہوا۔ اس بزرگوار کے داخل ہونے پر ایک خستا مجھ پر ایک خوف طاری ہوا اور مجھ میں اس سے سوال کرنے کی ہمت نہ تھی۔ وہ شخص بالراست میرے والد کے پاس گیا، اور قریب بیٹھ گیا اور اہمدة آہستہ کچھ بتیں کیں اور اس کے بعد اٹھا اور نظر وہ سے غائب ہو گیا۔

میرے والد نے اپنی پوری طاقت سمیٹ کر کہا "مجھے بھٹاکو۔" میں نے اور میری والد نے سہارا دیا اور انہیں بھٹاکا۔ میرے والد نے آنسو پوچھے اور آنکھیں کھول دیں اور کہنے لگے "وہ شخص جو ابھی ابھی میرے قریب بیٹھا تھا کہاں چلا گیا۔" میں نے جواب میں کہا "وہ جس طرف سے آیا تھا اس طرف چلا گیا۔" میرے والد نے کہا "وہڑو جلدی جاؤ۔ اسے بلالاو۔" میں پیچھے پیچھے دوڑا۔ لیکن دیکھا دروازہ اسی طرح بند ہے اور اس کا ہمیں پتہ نہیں ہے۔ پس واپس ہوا اور اپنے والد سے ما جرا بیان کیا۔ دروازہ بند ہے۔ کسی شخص کا پتہ نہیں ہے۔ وہ شخص نظر وہ سے غائب ہو گیا ہے اور اس کی آہستہ بھی سنائی نہیں



شیخ جلیل ابن ابی فراس اپنی کتاب تنبیہ الحاضر جلد دوم کے آخر میں علی بن حضرم علی الحدایت العددی سے نقل کرتے ہیں کہ کوفہ میں ایک شخص رہتا تھا "قصاص" جو اپنے زید و تقویٰ کے لحاظ سے مشہور تھا۔ اور ان لوگوں میں شمار پوتا تھا جو گورنر نشینی اختیار کرنسکے بعد اس سے دنیاداری کے فتنہ و فساد سے خود کو نکال کر شکر کر لیتے ہیں۔ ایسے افراد کا درجہ صالحین کے برائی ہوتا ہے اس لئے کہ وہ انہیں بزرگوار مسیتوں کی پیروی کرتے ہوئے اس دنیا سے گزر جاتے ہیں۔

شیخ فرماتے ہیں :-

"ایک روز ایسااتفاق ہوا کہ میں اپنے پدر بزرگوار کی خدمت میں حاضر تھا کہ یہ مرد پاکیزہ صفت "قصاص" اس مجلس میں تشریف لا لانا اور اس نے میرے والد سے عجیب و غریب حاجرا بیان کیا۔ میں اس کی باتیں سن رہا تھا۔ اس نے کہا "مسجد جعفری ایک قدیم مسجد ہے جو کوفہ کی پشت پر واقع ہے۔ رات کا آدھا حصہ گذر چکا تھا۔ میں مسجد کے ایک گوشہ میں غلوت گنی تھا اور عبادت میں مشغول تھا۔ اچانک میری نظر تین افراد پر پڑی۔ جو مسجد میں ایک سامنہ داخل ہوتے۔ ان میں سے ایک شخص لگے بڑھا اور مسجد کے وسط میں جا کر بیٹھ گیا اور اپنے ہاتھوں کو زین پرداہی طرف سے بائیں طرف پھیرا۔ میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ جماں تک اس شخص کا ہاتھ پوچھا تھا۔ وہاں سے صاف اور شفاقت پانی نمودار ہوا۔ اس شخص نے وہنکیا اور لپٹے دو دوسرے ساتھیوں کو حکم دیا کہ وہ بھی وضو کر لیں۔ ان دونوں افراد نے بھی وضو کی اور وہ پانی خود بخود غائب ہو گیا۔ اس کے بعد وہ شخص نماز کی امامت کے لئے کھڑا ہوا۔ میں نے بھی وقت کو فلمت سمجھا اور ان دونوں نمازوں کے دریمان اپنی نماز کی جگہ بنائی۔ نماز ختم ہونے کے بعد میں نے ان دونوں افراد سے دریافت کیا "بزرگوار کون ہیں؟" ان دونوں افراد کے لیے بیوی بتیسم ظاہر ہوا اور ان میں سے ایک نے کہا۔ "یہ صاحب الامر ہیں۔" یہ حجۃ ابن المحسن العسکری علیہ السلام ہیں۔" میں نے جو اس

یہیں بُلاتا لوتھوں اس کو مُنگارے جذبہ دل
اس پہ بن جائے کچھ ایسی کہ بن آئے نہ بنے
کیا اب بھی کوئی شک کاشایہ ہے کہ حضرت سے ملاقات
ناممکن ہے۔ نظر پیدا ہو تو کیا چیز ناممکن ہے۔ خدمت کرنے کا
جذبہ پیدا کرنا ہمارا کام ہے خدمت کے موقع فراہم کرنے کی توفیقات
ادھر سے آتی ہیں۔

باقیہ: قرآن میں تذکرہ امام مہدی

ہے کہ خداوند عالم نے فرمایا: "قتل أَرَيْتُمْ أَنْ أَصْبِحَّ مَا وُلِّمْ
عَوْرَأَهُمْ يَأْتِيَ كُفُّرُ بِمَا عَمِلُواْ مَعِينٌ ه" (الملک: ۳۰) یعنی
وَلَئِنْ رَسُولٌ ه! تم کہہ دو کہ جلا دیکھو تو کہ آگہ تھا رپانی زمین کے اندر جلا
جائے کون ایسا ہے جو تمہارے لیے پانی کا جسمہ بھالائے۔ اس
کے لیے اس قدر طولانی غیبت ہو گی کہ ایک جماعت ان پر ایمان و
عقیدہ سے منہ پھیرے گی۔ جب کہ دوسری جماعت اپنے اس عقیدے
پر ثابت قدم اور قائم رہے گی پھر وہ آخر زمانہ میں خروج و قیام کرے
گا اور دنیا کو عدل والنصاف سے اس طرح بھروسے گا جس طرح وہ
ظلم و ستم سے پڑے ہو گی۔ (کفایۃ الاشراف: ۱۲)

اس آیہ شریفیں امام مہدی علیہ السلام کے وجود مقدس کی
تشییع کو رپانی سے دی گئی ہے۔

یہ مختصر بحث اس بات کا پتہ دیتی ہے کہ حضرت امام مہدی
علیہ السلام کا ظہور ان کی غیبت اور دیکھنے ملخے خصوصیات آنحضرت کا ذکر
پرے طریقہ قرآن حکم میں موجود ہے جنہیں شیعہ اور سعی دلوں ہی توں
کرتے ہیں اور جو لقین اور تقطیع کی حامل ہیں۔

خداوند عالم اپنے گرامی مرتبت اولیاء کے واسطے سے اس اخرين
امیر بشریت حضرت جنت عجل اللہ تعالیٰ فرج الشریف کے دور غیبت کا
شانہ کرے اور اپنے کے ظہور میں تعییل فرمائے اور ہمیں ان حضرت کے
مدگاروں اور ناصوؤں میں قرار دے۔ آئیں

صادق آل محمد علیہ السلام کا ارشاد ہے:

إِذَا قَاتَمُ الْقَاعِمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمْ يَقُمْ بَيْنَ يَدَيْهِ أَحَدٌ
مِنْ خَلْقِ الرَّحْمَنِ الْأَعْرَفَةِ صَاحِحٌ هُوَ أَمْ طَالِحٌ... (بخاری: ۵۲)

جب قاتم علیہ السلام قیام فرمائیں گے تو جو شخص بھی آپ کے حضور میں کھڑا ہو گا
آپ سے پہچانتے ہوں گے کہ آیا وہ مرد صالح اور نیکو کا رادی ہے یا فاسق و بدکار...

ویتی میں نے اپنے والد بنز رگار سے اس شخص کے بارے میں دریافت
کیا۔ وہ بنز رگار کون تھے۔ میرے والد نے کہا۔ "میرے مولا جنت
ابن الحسن عسکری تھے" وہ صاحب الامر تھے۔ "بس ان کی حالت پلٹ
کجئی۔ مرض کا غالباً زیادہ ہو گیا اور بیہودہ ہو گئے۔

مولف کا کہنا ہے کہ ابو محمد حسن بن حمزہ سادات اجلہ میں

سے تھے۔ شرف۔ علماء اور ادبائیں متاثر تھے۔ بر جستہ شعر تھے تھے۔ ایک
روز مستنصر بالله عباس کے ساتھ جناب سلمان فارسی کے مزار اقدس پر گئے
و مستنصر بالله نے کہا غلات شیعہ کہتے ہیں جب سلمانؑ کی وفات واقع ہوئی تو
علی دع، ایک شب میں مدینہ سے مدان آئے۔ عسل دیا اور والپس بھی ہو گئے
اور اس بات پر مضمون خیز بہنسی ہنسنے لگا۔ جس پر اسی وقت آپ نے بر جستہ
شعر کہے اور ان شعروں میں اس کا جواب دیتے ہوئے کہماً اصف بخشیا
چشم زون میں تخت بلقیس کو لاسکتے تھے۔ میرے مولا علی مظہر العجائب
ایک شب میں مدینہ سے مدان جا کر والپس آئے تو لوگوں کو تعجب ہو گرا
ہے۔

ملاقات کا واقعہ ناظرین کے لیے بیان کرنے کا ایک مقصد ہے۔

۱۔ بیان کے تاریخ و پورے یہ پستہ چلتی ہے کہ الفقۂ دلت کے
ہاتھوں اس کے نقوش مٹئے نہ پایاں بلکہ تاریخ کی حیثیت سے محفوظ ہیں۔
مسجد کا واقعہ شیعہ کے سامنے پیش آیا۔ شریف عمر بن حمزہ کے متعلمات
دریافت کیا گیا۔ جس کا ذکر عالم جلیل کی مجلس میں ہوا اور آخر الامر
کتاب تنبیہ الخاطر کی جلد و عدم کے اخرين محفوظ ہو گیا۔

۲۔ اعجاز حضرت یہ تھا کہ زبن آپ کی تابع دفعہ بنز دار ہے۔
زمین کی بچپی نعمت آپ کے ہاتھ پھیرنے سے ظاہر ہونے لگی۔ دوسرے
لطفوں میں زمین جیسی بے جان شئے اپنے امام کی مزاج شناسی ہے۔
وہ مرن کا پانی خدمت میں ہمیا کر کے مرد عاقل کیلئے عورتی ہے۔ عقل والوں
اپنے امام کو پہچانوا۔

۳۔ تقویٰ۔ زہد۔ اشتار دنیا سے بچنا۔ یہ سب عوامل ہیں جو ہمیں
اور ہماری انکھوں کو حضرت کے دید کے قابل بنادیتے ہیں

۴۔ مصیبیں ایمان کے لیے کیمیا ہے۔ کیا معلوم اس وقت اکیاراز
تحکا کر آجنبات نے پہنچے "نہ" کیا۔ یعنی شریف عمر بن حمزہ کی نخشش اور
ان کے حق پر ہونے کے سوال پر سلیے "نہیں" کہا۔ بعدہ کہا اس کی
ہدایت ہو سکتی ہے۔ پھر ہمادہ انتقال نہیں کرے گا جب تک میری زیارت
ذکر لے گا اپنے ملاقات کی۔ کب؟۔ اس وقت جب مرض کا غالباً تھا
اور شریف عمر بن حمزہ اپنا زندگی کے اخري محاذات گزار رہے تھے۔ معلوم
نہیں کس تڑپ سے حضرت کو پکارا ہو گا کہ غالب کا یہ شعر صادق
ایسا۔

ا! ہمارے دلوں کو شفاعة عطا کیجئے

”اَشْفِّيْهُ صُدُورَنَا“

(بارالما! امام زمانہ علیہ السلام کی بیکت کے طفیل میں ہمارے دلوں کو شفابخش۔ دعائے افتتاح)

مِنَ الْقُلُوبِ فِي الْوَفَاءِ بِالْعَهْدِ عَلَيْهِمْ لِمَا تَأْخَرَ
كَمْرُسُمُ الْيَمَنِ بِلْقَائِنَا.

اگر ہمارے شیعہ خدا ہمیں اطاعت کی توفیق عطا کرے۔
پسنه عهد و پیمانہ مل جل کر صیم قلب سے ثابت قدم رہتے قہارے
بامکرت ملاقات میں تاخیر نہ ہوتی۔

کیا کبھی ہم نے امام زمانہ علیہ السلام کے اس قول پر غور کیا کہ لغوی اختیار
کرنے سے ہماری پریشانیاں دور ہوتی ہیں۔

مَنْ أَتَقِيَ رَبِّهِ مِنَ الْخَوَاتِكَ فِي الدِّينِ وَأَخْرَجَ مِمَّا
عَلَيْهِ إِلَى مُسْتَحْقِيقِهِ كَاتَ أَمْنًا فِي الْفِتْنَةِ الْمُبِطَّلَةِ وَ
وَمَحْنَهَا الْمُظْلَّةُ الْمُنْطَلَّةُ.....

(اے مفید!) تمہارے برادرانِ دینی میں سے جو اپنے رب سے خالق ہو گا (تھوڑی اختیار کمرے گا) اور جو کچھ اُس پر حوت ہے اسے اُس کے مسحی تک پہنچانے کا وہ باطل فتنوں سے اور تاریک و لکھا گھوپ بلاوں اور پریث یوں سے محفوظ رہے گا۔ امام زمانہ نے ایک رتوی قیم (خط) میں شیخ مفید (کو تحریر فرمایا ہے) کی کبھی ہم نے اس پر غزر کیا کہ امام زمانہ علیہ السلام نے ہمیں غیر ضروری اور بے معنی سوال کر کر تھے سے روکا ہے۔

فَأَغْلِقُوا الْبُوَابَ إِسْوَالٌ هَمَّا لَا يَعْنِي كُمْ -
 ”أُنْجِيزِرُونَ کے بارے میں سوال نہ کرو جو تمہارے لیے
فَامَدَهُ مُنْدَرَةٌ سُورٌ“

الْأَنَّ اكْرَمَ صَابِرٍ هُوَ تَوْسِعْتَ سَهْنَتْ شَكْلِيْنْ بِهِيْ إِسْ كَ لَئَهُ
 آسَانْ هُوَ جَاتِيْ هِيْ - صِبَرْ كَيْ صَفَتْ الْبَدِيْنْ يَا لَيْ جَاتِيْ هِيْ هُوَ إِسْ لَئَهُ
 اِمَامْ زَمَانَةِ عَلِيِّيَّةِ لَامَ فَرِيَّتَهُ هِيْنَ كَهُمْ كَوْ خَدَائِيْ اِسْ صَفَتْ كَوْ اِخْتِيَار
 كَنَاهَا سَعَيْ

إِنَّ اللَّهَ دُولَاةٌ وَأَنْتُمْ سَتَعْجَلُونَ.

”خداوند تعالیٰ صاحب ہے جب کہ تم عملت کرتے ہو۔“

وہ مذہب جس کا ظہور ہی اس لیے ہوا ہے کہ وہ اخلاق انسانی کو کمال تک پہنچا دے اور انواعِ محبت، بھائی چارگی اور مساوات کا جذبہ ہر انسان کے دلوں کی تہہ تک نافذ کر دے۔ نفرت، بلم اور نایبری بری ختم ہو جائے۔ آپس میں عداوت و دشمنی بیض و عناد اور حسد و کینہ بسی نفسانی بیماریوں کا خاتمه ہو جائے۔ تو پھر کیوں لوگ یہ کہتے ہیں کہ ”اسلام“ ستر ہزار مذہب ہے لیکن مسلمان بدترین قسم ہی“ کیوں اہل اسلام گروہ گروہ ہو کر امت کے شیرازے کو منتشر کر رہے ہیں؟ کیوں آپس میں بیض و عناد اور حسد و کینہ رکھتے ہیں؟ کیوں ایک دوسرے کے دل آپس میں ملتے نہیں؟ کیوں ایک دوسرے سے نفرت کرتے ہیں؟ ان تمام سوالوں کا جواب ایک ہی جواب ہے۔ ہمیں اپنے بہرہوں کی عملی زندگی اور اُن کے فرمازوں کی اطلاع ہی نہیں ہے اور اگر کچھ حد تک ہمیں معلوم ہبھی ہے تو ہم اُس پر عمل کرنا ہی نہیں چاہتے جس کا لازمی نتیجہ انتشار و اختلاف ہے۔

ایئے ہم اپنے زمانے کے امام حضرت جو جستے، محمد بن الحسن العسكري علیہ السلام کے زمان کی روشنی میں اپنے عادت و اطوار اور اخلاق و آداب کا جائزہ لیں اور غور کریں کہ کس قدر ہم ان پر عمل پیرا ہیں؟ کہیں ہم حضرت سے قربت حاصل کرنے کی بجائے دور قریبیں ہوئے ہیں؟ کہیں ایسا تو نہیں کہ ہم ان لوگوں میں سے ہیں جن کے باس میں حضرت نے فرمایا:
 فَمَا يَحْكُمُ سُنَّاتُنَّهُمْ إِلَّا مَا يَتَصَلَّصُ بِنَامِمَاتٍ كِرْهُهُمْ وَلَا
 نُوْشِرُهُ مِنْهُمْ -

پس ہیں وورہنیں کرتی کوئی شے اُن سے مگر ان کے اس کو دار کی خبریں جو ہیں ناپسند ہیں اور حس کو سم رو او جانکر نہیں سمجھتے۔

کہیں ایسا تو نہیں کہ ہم امام زمانہ علیہ السلام کے اس قول کے تحت
مولود سر زش قرار پائیں۔
ولَوْاَنِ اشْتَيَا عَنَّا وَفَقَرُصْمَهُ اللَّهُ رَطَاعَتْهُ - عَلَى إِحْتِمَاعِ

تم ان (الله) سے آگے بڑھنے کی کوشش نہ کرو کہ ملک ہو جاؤ۔
خاتمہ پر خلاصہ کے طور پر امام زیاد علیہ السلام کا حکم اور اس حکم
کی وضاحت کے لئے ایک دعا جو خود امام علیہ السلام نے تعلیم کی ہے فقل
کر رہے ہیں :

فَلَيَعْمَلْ كُلُّ أُمُّ مِنْكُمْ مَا يُقْرِبُ بِهِ مِنْ مَحْبَتِنَا
وَلَيَتَجَنَّبْ مَا يُدْنِي لَهُ مِنْ كَرَاهَتِنَا وَسَخَطِنَا -
تم سب کو ایسے کام انجام دینا چاہیے جو ہماری محبت سے نزدیک کروں
اور ان اعمال سے دور رہنا چاہیے جو ہمیں ناپسند ہیں اور ہماری ناراضی
کا سبب ہیں۔

درج ذیل دعائیں جلوں پر غور کریں۔

اللَّهُمَّ اذْرُقْنَا تَوْفِيقَ الطَّاعَةِ وَبَعْدَ الْمُعْصِيَةِ وَصِدْقَ
الثِّنَّةِ۔ وَعِزْمَانَ الْحُرْمَةِ وَأَكْرَمْنَا بِالْهُدَى
وَالْإِسْتِقَامَةِ... وَكَفِّرْ بِطُوبَتْنَا مِنَ الْحَرَامِ وَالشَّبَهَةِ
وَالْكُفْرِ أَيُّدِّيْنَا عَنِ الظُّلْمِ وَالسُّرْقَةِ دُأْغْضَبْنَا
الْصَّارِفَاتِنَا عَنِ الْفُجُورِ وَالْخِيَانَةِ وَاسْدَ وَأَسْمَاعَنَا
عَنِ التَّغْوِيَةِ وَالْغَيْبَةِ وَتَفَضَّلْ عَلَى... النِّسَاءِ بِالْجَمَاعِ
وَالْعَفْفَةِ وَعَلَى الْأَغْنِيَاءِ بِالْتَّوَاضُعِ وَالسَّعَةِ وَعَلَى
الْفُقَرَاءِ بِالصَّبَرِ وَالْقَنَاعَةِ... .

(مکمل فتاویٰ علیٰ رجوع کریں مفاتیح الجنان ص ۱۱۶)

ترجمہ : اسے خدا ہمیں توفیق عطا کر : - (۱) اطاعت کے۔
(۲) گھن ہوں سے دوری کی۔ (۳) نیت کی سیاقی کی۔ (۴) فتنہ داریوں
کے پہنچان کی۔ (۵) بدایت اور ثابت قدح کے ذریعہ بندگی اور کرم امت
کی۔ (۶) ہمارے شکم کو حرام اور مشکوک غذائے پاک کر۔ (۷) اور
ہمارے ہاتھوں کو ظلم اور چوری سے بان رکھ۔ (۸) ہماری نگاہوں کو
تایاکی اور خیانت سے دوڑ کریں۔ (۹) ہمارے کافی کوئے ہر جو
باتوں اور غیبت سُننے سے روکئے اسے خدا اپنا فضل و کرم فرمی۔
(۱۰) عورتوں پر شرم و حیا اور داپاک و المعنی کے ذریعے۔ (۱۱) مالداروں
پر عابزی و انکساری اور وسعت و کثادگی کے ذریعہ۔ (۱۲) غربوں
اور محاذیوں پر صبر اور قناعت کے ذریعہ۔

- اشتُّتْ بِهِ هُدُوْرَنَا -

کیا کبھی ہم شیعیان الہبیت ^ع کی خدمت کے لیے وقت نکالتے
ہیں پہنچا ہم کبھی دسوں، عزیزوں اور برادران دینی کی مشکلات کو حل
کرنے کی کوشش کرتے ہیں کیا ان کی حاجتوں کو کبھی پورا کرنے کا خیال
ہمارے ولی میں آتا ہے ٹشاپر نہیں ! لیکن حضرت مهدی علیہ السلام
فرماتے ہیں :

آنِ خُصُّ تَفَسَّكَ -

خود کو لوگوں کے لئے ارزان کرو۔ (تاکہ لوگ آسانی سے تم
تک پہنچ سکیں۔ اتنا بڑا نہ بنالوگ ک عام اوری تم تک پہنچ سکے یا تم
عام آدمی سے ملنا پسند نہ کرو)

وَاقْضِ حَوَاجِحَ النَّاسِ، مَخْنُ نَنْصُرْلَقَ

لوگوں کی حاجتوں کو پورا کرو۔ ہم ہماری مد کریں گے
کیا آپ حانتے ہیں کہ امام زمان علیہ السلام کو تقویٰ پسند ہے اور ایسے
تقویٰ کے کھلانے کو امام علیہ السلام آسان کر دیتے ہیں : ہذا فرماتے ہیں۔
فَاتَّقُوا اللَّهُ وَسَلِّمُوا النَّاسًا وَرَدُوا الدُّمَمَ إِلَيْنَا
فَعَلَيْتَا الْوِصْدَارُ -

تم خدا سے ڈرو (تفویٰ اختیار کرو) اور ہمارے لئے تسلیم
ہو جاؤ (ہر طرح سے ہمارے ہو جاؤ) اور اپنے تمام امور کو ہم پر چھوڑ دو
ہم پر بھروسہ رکھی تو پھر ہماری ذمہ داری ہے کہ تم کو بہ طرح کے
پریشانوں سے باہر نکالیں۔ (کلمۃ الامام مهدی ۱/۱ ص ۳۰۲)

حضرت مهدی عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریعہ جناب عثمان بن سعید
عمردی اور ان کے فرزند محمد بن عثمان کے ذریعہ اپنے چاہنے والوں کو حکم
دیتے ہیں کہ :

فَلَيَدَعُوا عَنْهُمْ أَتِيَاعَ الْهَوَى.. (بخاری ۱۹۱/۵)
پس انہیں چاہیے کہ ہوی دہوں سے دست بردار ہو جائیں۔
کیا کبھی ہم نے اسی پر عذر کیا کہ ہم میں ہوی دہوں کا مادہ کس قدر زیادہ ہے؟
کیا آپ جانتے ہیں بعض افراد ”شراب نوشی“ کو تہذیب یافتہ
لہجہ کا ایک جزو سمجھتے ہیں؟ جب کہ امام زمان علیہ السلام فرماتے ہیں :
أَنْفُقْتُكُمْ فَشُرُّبُهُ حَرَامٌ -
نقاع (۲۶-۲۷) بخوبی شراب (پینا حرام ہے)۔

(کلمۃ الامام مهدی ۱/۲۸۶)
قارئین محترم! ہمارا فرض ہے کہ ہم امام زمان علیہ السلام کی ان حدیثوں کی روشنی
میں اپنے نفس کا حساب کریں اور غور کریں کہ ہمیں ہم بلکہ تکمیلی طرف
کامز من تھیں ہیں؟ کیونکہ امام کے حکم کی پیروی نہ کرنا یقیناً بلکہ ہے
پہنچ اسلام فرماتے ہیں :
وَلَا تَقْدِ مُوهُمْ فَتَهَمِلُوا - (الصواعق المحرقہ ص ۸۹)

اس نے اپنے آپ کو سہلِ استری کے مدرسہ تھوفت سے دیستہ کر لیا۔ بیس سال کی عمر میں وہ سہلِ استری کو چھوڑ کر بصیرہ جلا لیا۔ وہاں وہ عمرو بن عثمان المکنی کے سلسلہ طریقت سے والبۃ ہو کر رخچت سے مشرف ہوا اس نے البیقوب الاطبع کی بیٹی ام الحسین سے شادی کر لی۔ اس کے تین بیٹے اور ایک بیٹی تھی۔ اس شادی کی وجہ سے عثمان المکنی اس سے حد کرنے لگا اور اس کا خالق ہو گیا۔ اگرچہ الحجاج پر غالی شیعہ ہونے کا الزام لگا یا کیا لیکن اکثر مأخذ یہ ظاہر کرتے ہیں کہ الحجاج ساری عمر غفیدہ سختی ہی رہا (ویچھے مصنون "الحجاج در تاریخ فلسفہ اسلام" دانگریزی) مرتبہ ایم۔ ایم شریف جلد اس (۳۶۴) حجاج کے تعلقات مشهور صوفی چیند سے بھائی تھے۔ ان سے مشورہ کرنے کے لئے وہ بندوں گیا۔ مگر ان کی نصیحت کے باوجود اپنے خسراً اقطع اور عمر المکنی کے باہمی تنازع عہ سے تنگ آکر بناوت زنج کے کچھ جانے کے فرائید مکھے چلا گیا اور حجاج کیا اور صوم و سکوت کی حالت میں ایک سال حرم میں معتاٹت رہنے کی قسم کھاتی اس طرح وہ "اتحاد" کے لئے اپنے ذاتی طریقے کو آذیز بھاتا اور حفظ ستر کے اصول کے خلاف ورزی کرتے ہی اس کا اعلان کرنا شروع کر دیا۔ اس پر عمرو المکنی نے اس سے قطع تعلق کر لیا، اس کے باوجود مرید اس کے اروگوں اکٹھ ہوتے رہے۔

خوزستان والیں اکر اس نے صوفیاتہ بیاس پہنچا چھوڑ دیا اور عام آدمی کی وضع اختیار کر لی تاکہ زیادہ آزادی سے بولے سکے اور تبلیغ کر سکے۔ اس کی وعوت کے اندازتے اسے شکع شبہ اور عناد کا نشانہ بنادیا۔ اس کی تبلیغ کا بلا مقصد ہر ایک کو اس قابل بنانا تھا کہ وہ اپنے ہی دل کے اندرا اللہ تعالیٰ کو تلاش کر سکے اور اسی وجہ سے اس کا القب حجاج الاسرار (صحیدوں کا دھنہ) والا یہ گیا۔ حجاج مختلف وقوتوں اور مختلف شہروں میں مختلف القاب سے مشہور ہوا، ابن کثیر کے مطابق اہل ہند سے الْمَغْنِيَّ، اہل خراسان ابوالائمیز، اہل فارس الْبَعْدُ اللَّهُ التَّرَابِ، اہل خوزستان حجاج الاسرار اہل بندوں مُضطلم اور اہل بصرہ الْجَيْرِ کہتے تھے رالبدایہ والہایہ ۱۱ ص ۱۲۳۔ مگر مختلف نظریات کی وجہ سے وہ بذاتِ ہم ہو گیا۔ کچھ سنئی، سابق عیسائی جن میں سے بعض بعد میں بندوں میں وزیر شیخ، اس کے مرید ہوئے مگر عموماً سبھی جماعتیں میں وہ غیر مقبول ہو گیا۔ شیعہ اور سنی علماء نے اس پر دھوکا دی اور جھوٹی کرامات دھانتے کیا النزام لگایا۔

اپنے چار سو مریدوں کے ساتھ اس نے دو سراج کیا جہاں اس کے بعض سابقہ و دستقون اور صوفیتے اس پر جادو، فسون طازی



تاریخ اسلام میں کچھ ایسے افراد گزے ہیں، جنہوں نے اپنے عقیدوں، تحریروں اور اقوال کے ذریعے ایسا اثر قائم کیا کہ ان کی شخصیت کے بہاؤ میں جید علماء، نامور دانشمندوں اور خاص و عام سبب بہم جاتے ہیں۔ ایسے افراد میں ایک فرد کا نام تھا ابوالمیث الحسین بن منصور بن محمد البیضاوی الحجاج جو ایک معروف صوفی تھا۔ الحجاج بھی فارسی، ترکی اور اردو ادب میں "منصور" بھی کہا گیا ہے۔ ۴۲۳ھ میں صوبہ فارس میں البیضاوی کے شمال مشرقی میں "الطور" کے مقام پر پیدا ہوا۔ کہا جاتا ہے کہ الحجاج ایک آتش پرست کا پوتا تھا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ رسول کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ایک صحابی ابوالوثب کی اولاد میں سے تھا۔ الحجاج کا باپ ایک دھنسیا تھا (دھنسیا کو عربی زبان میں حجاج کہتے ہیں) لیکن منصور خود دھنسیا نہ تھا، اس کا دوست دھنسیا تھا۔ اس کا باپ "طور" چھوڑ کر "واسط" آیا۔ واسط ایک قصبه ہے جس کی بنیاد عربوں نے رکھی تھی، اور حس کی آبادی کی غالب اکثریت جملی تھی لا دیسانی علاقوں میں غالی شیعوں کی اقلیت بھی تھی) اس ماہول میں حجاج فارسی بولنے کی صلاحیت کھو یعنی تھا۔ سہماں قاریوں کا ایک اہم مدرسہ تھا، اس جگہ بارہ برس کی عمر سے پہلے ہی اسکے قرآن مجید حفظ کر لیا۔ وہ کہم سنی ہی میں سور لوگوں کے باطنی ممانی تلاشی کرنے کی کوشش کرتا تھا۔

لیکا کہ آنحضرت کے روحاںی تجربے کی بنی اسرائیل تعالیٰ اور بندے کے درمیان "الحاد" ممکن ہے۔ حسین بن روح نو ختنی کے اثر سے مقدمہ دوبارہ شروع ہو گیا اور ۳۰۸-۳۰۹ء میں اس پر تجسس ہوئی۔ حجاج نے کہا: کعبہ دل کے اندر ہے۔ اہم چیز اس کا سات بار طوات کرنا ہے؟ اسی لئے اس پر ایک قمری ہوتے کا الزام لکھا گیا (اور عاصم ہے کہ قمری کعبہ کو نابود کرنے کے حق میں تھے۔ اس مقدمے کے مالکی قاضی ابو عمر بن یوسف نے بہ نیصلہ سُنَّا يَا: "تَهَبْرُ أَخْوَنَ بِهَنَّا جَانِزَهُ"۔ بالآخر، عباسی خلیفہ المقتدر نے الحجاج کی سوئی کے وارثت پر مستخط کر دیتے۔ ۲۴ ذوالقعدہ کو باب خراسان میں الحجاج کو، جس کے سر پر ایک تاج رکھا ہوا تھا ایک بے پناہ بحوم کے سامنے پیٹ پیٹ کر ادھ موکر دیا گیا اور پھر داریہ لشکار دیا گیا۔ اس کا سر قلم کرنے کے متعلق خلیفہ کا حکم رات کے عشاء ایسا۔ و لاصل اس کے سوئی کے آخری مرحلے کو انکے دن تک سلوی کر دیا گیا تھا۔ جن لوگوں نے مستخط کی تھی اسہوں نے بلند اواز میں کہا: یہ جو کچھ ہوا ہے، اسلام کی خاطر ہوا ہے۔ اس کے خون کا بارہ ہزار سروں پر لانے دیجئے۔ الحجاج کا سر قلم کر دیا گیا، پھر اس کے جسم پر تیل چھڑک کر اسے جلا دیا گیا اور ایک بینار کے اوپر سے اس کی راٹھ دریائے وجہ میں سہادی گئی۔ چشم دیدگواہ بیان کرتے ہیں کہ اس بعد عقیدہ شخص کے آخری الفاظ تھے: عارف کے لئے جوبات اہمیت رکھتی ہے وہ یہی ہے کہ اللہ جل جلالہ کی رضا سے اسے کامل (دادی)، اتحاد ہو جائے۔

مقدمے میں حجاج کے خلاف بڑے مذہبی، سیاسی اور مالی حکمت عملی کے خلاف سازشوں کے الزامات لگائے گئے۔ اس پر اللہ کی شان میں گستاخی اور حلول (اللہ کے سامنے مادی اتحاد) کا دعویٰ کرنے کا الزام لکھا گیا اور اس کے اضطراب کو کہ نہیں عبادت کے شعائر کو باطنی اہمیت دی جائے، خود ان شعائر کو مٹا دینے کی ذموم خواہش قرار دیا گیا۔ حلول کے متعلق حجاج نے واقعی بھا تھا (یہی دخانی)، روح میری روح کے سامنے مخلوط ہو گئی ہے جیسے عنبر تو شلودار مشک کے سامنے جاتی ہے۔ (دیوان حجاج، ترجمہ ماسینون ۱۱) اور سب سے بڑھ کر "ہم دور و حسیں جو یا کہی جسم میں ڈال دی گئی ہیں (حکلتا) (وہی کتاب، ص ۷۵)۔

مندرجہ بالا اقوال سے یہ صفات ثابت ہوتا ہے کہ منصور حجاج جو امام زیاذ عیج کی غیبت صغری میں زندگی بس کرتا تھا ایک مشرق یتھا جس نے اسلام کے بنیادی عقیدہ توحید کی خلاف ورزی کے تھے۔

اور حنات کے ساتھ رابطہ رکھنے کا الزام لگایا۔ اس حج کے بعد بھی اس نے ترکستان اور ہندوستان کا طویل دورہ کیا، جہاں اسے ہندو مت بدھ مت، اور مانی مذہب کے لوگوں سے واسطہ پڑا (دیکھیتے تذكرة الاولیہ مقائلہ حسین بن منصور حجاج، ۲۹۰ھ کے قریب حجاج نے تیسرا اور آخری حج کیا۔ اب کی وجہ ایک گھری کندھوں پر تھی اور فطا عیینہ ہندوستانی وضع کا تھہ بند باندھے ہوئے تھا۔ عرفات کے میدان میں اس نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی: اے خدا، مجھے فنا کر دے اور دنیا کی نظر میں بھی مردود نہادے۔ اس حج سے فارغ ہو کر وہ نیزادہ والیں آیا تو اس نے اپنے گھر میں کعبہ کا نمونہ بنایا، رات کے وقت مزاروں پر عبادت کرتا اور دن کے وقت بازاروں یا گلیوں میں اللہ تعالیٰ سے اپنے والہانہ عشق کا اظہار کرتا اور خود اپنے لئے قوم کے نظروں میں مردود ہو کر مرنتے کی خلائیش کا اعلان کرتا اور کہتا: "اے مسلمانو! مجھے اللہ سے بچاؤ۔ اللہ نے میرے خون کو تمہارے لئے جانز کر دیا ہے مجھے مار دو۔" حجاج کے اس اعلان سے محمد بن داود الطاہری بہت مشتعل ہوا۔ اس نے عدالت میں منصور حجاج کو مجرم ٹھہرایا اور اسے سزا موت دینے کا مطالبہ کیا۔ تک شافعی نقیہ ابن حجر شیخ کا خیال تھا کہ مونی کا حال و مقام عدالت میں کوئی خارج ہے۔ اسی زمانہ میں الحجاج نے المنصور کی مسجد میں الشبلی کو یہ مشہور شنطعیہ جملہ کہا: "أَنَا الْحَقُّ" میں حق (خداء) ہوں، کیونکہ خدا کے سو ایسرے پاس کوئی آنا نہیں۔ بالآخر ۲۹۰ھ میں کسن عباسی خلیفہ المقتدر کا وزیر ابن الفرات جو ایک شیخی ماہر ریلیات تھا، نے حجاج کو گرفتار کیا اور اس پر مقدمہ دائر کر دیا۔ پھر حجاج کو بندار لا یا کیا جہاں وہ سنتی العقیدہ حاملہ کے غناد کا شکار ہو کر لوز سال تک قید رہا۔ ۳۱۳ھ میں وزیر ابن عیسیٰ نے "جو الحجاج کے ایک مرید کا چیزاد بھائی تقاضا کے خلاف مقدمے کو ختم کر دیا، اور حجاج کے حمایتوں کو حر قید میں لے گئے، رہا کر دیا۔ ۳۲۶ھ میں اس نے خلیفہ کے عارضہ بخار کا میاں علاج کیا اور ۳۳۴ھ میں ولی عہد کے طوطے کو دوبارہ زندہ کر دیا۔ معتزلیوں نے اس کی "عطایت" اور فسون کا ری پر اس کی نہیت کی۔ اس اثنائیں ۳۰۴-۳۰۵ھ میں وزیر ابن عیسیٰ کی جگہ ابن الفرات کو مقرر کر دیا گیا۔ جو حجاج کا نیافت تھا ایک خلیفہ کی والدہ نے حجاج پر دوبارہ مقدمہ نہ چلانے دیا۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ حجاج کی اہم ترین تصنیفات میں سے دو ایسی زبانی کی ہیں: (۱) طاسین الازلة جو ابلیس کی قیل و قال پر ایک مراثیہ ہے۔ (۲) دوسری آنحضرت کی معراج کے بارے میں شطعیاتی لفظ تکوہ ہے جہاں یہ خیال پیش کیا

منصور حلاج اور دعویٰ نیابت :

مَنْ شَائِعَهُ وَبَلَغَهُ هَذَا الْقَوْلُ مِنَافَاقَةً عَلَى تَوْلَاهُ
بَعْدَهُ دَكْلَةُ الْإِمَامِ الْمُهَدِّدِي ص ۲۸۲

”اور ہم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (صل) کی بارگاہ میں اس سے پناہ منکرے ہیں اور ہم اس پر اللہ کی لعنت ایک کے بعد ویکھنے سمجھتے ہیں۔ ہمارے ظاہر و باطن سے چھپ کر اور باعلانیہ، ہر وقت میں اور ہر حال میں اور ہر اس شخص پر جو اس کی پیری کرے اور جس کو ہمارا یہ پیغام پہنچے مگر اس کے باوجود وہ ان کی پیری کرے یہ“

اس تو قیع کو زیر نظر رکھتے ہوئے یہ بات ہمارے لئے واضح ہو جاتی ہے کہ حسین بن منصور حلاج جیسے جھولوں اور فریبوں کے لئے مکتب الہ بیت (ع)، میں کوئی مقام نہیں اور اس تو قیع کا اثر تھا کہ بنزركشی علماء والشوروں نے غیبت صفری میں اور اس کے بعد غیبت بکری کے کچھ صدروں تک منصور کی نسبت کی۔ لیکن سالوں صدی کے بعد کچھ فلاسفہ والائش نہادن نے منصور حلاج کی حیات کرنا شروع کی اور امام زین الدین (ع) کی تو قیع کو نظر انداز کرتے ہوئے اسے ولی اللہ ہبھا شروع کر دیا۔ نہ صرف یہ کچھ لوگوں نے اس کی شان میں قصیدے لکھے بلکہ حلاج کی طرح انا الحق (میں خدا ہوں) کہنے کی حد تپاکی ہے۔ خدا بہتر جانتا ہے کہ منصور کی کون سی ادا نہیں پسند کی کہ امام معصوم (ع) کے صریح کلامات لعنت کے باوجود اہم ہوئے ایک جھوٹے مکار، فڑی اور دھوکے باز کی محبت و پیری کا اظہار کیا۔ جب کہ امام زمانہ (ع) نے یہ صفات ارشاد فرمایا کہ جس نے بھی اس کی پیری کی اس پر بھی لعنت ہے۔

اے ہم سب مل کر دست پر دعا ہوں کہ خدا ہم کو تو قیع کے کہم حق و باطل میں تشخیص کر سکیں اور جھوٹے دھوکے بازوں سے دوری اختیار کریں۔

بقیہ: کتابِ نجمِ ماقب وہ احوال امام غaur (ع)

گیارہوں باب: ان اوقات اور ایام اور دعائیں کا تذکرہ جو حضرت امام ہندی علیہ السلام سے مخصوص ہیں۔

بازہوں باب: ان اعمال و آداب کا تذکرہ جو حضرت امام ہندی علیہ السلام سے قربت کا فریمہ ہیں۔

صرف ابوبنزندر کرنے سے واضح ہو جاتا ہے کہ کتاب اپنے موضوع میں کس قدر جامع ہے۔ کاشش کسی کو یہ تو ضيق و سعادت نصب ہوئی کہ اس کتاب کا خلاصہ اور دوسری کردیتا تاکہ امام کے تعلق سے لوگوں کی معرفت و محبت میں اضافہ ہوتا اور لوگ زیادہ اپنے امام وقت سے نزدیک ہو سکتے۔

غیبت صفری کے زمانے میں منصور حلاج ان لوگوں میں سے تھا جنہوں نے نیابت خاصہ کا دعویٰ کیا تھا۔ حسین بن ابریشم، ابوالعباس احمد بن علی بن نوح اور وہ البونصر بنتۃ اللہ بن محمد کاتب ابن بنت ام کلنثہ بنت ابی جعفر عروی نے روایت کی ہے کہ: کیونکہ خداوند تعالیٰ نے یہ ارادہ کیا کہ حسین بن منصور حلاج کو رسوا کر دے۔ اور وہ ذلت و خواری سے دوچار ہو جائے۔ ابوسہل بن اسماعیل بن علی نویسنده (رض) ان لوگوں میں سے تھے جو حلاج کے حملہ اور نکر و فریب سے آگاہ ہوئے۔

حلاج، اسی گھنائی میں کہ ابوسہل نابلد ہے۔ ان کے پاس گیا اور ان کو اپنے ساتھ لیتے کی کوشش کی۔ آغاز میں اس نے ابوسہل کو لکھا کہ میں حضرت ولی عصر (ع) کا نمائندہ ہوں اور اخضعت نے مجھے یہ حکم دیا ہے کہ میں آپ سے خط و کتابت کروں اور آپ کے کام میں آپ کی مدد کروں تاکہ آپ کے دل کو اطمینان ہو۔ ابوسہل نے جواب میں لکھا: مجھے تم میں ایک جھوٹا سا کام ہے اور میں جانتا ہوں کہ جو بڑے کرامات تم نے انجام دیئے ہیں، اس کے مقابلے میں یہ ایک کار حیرت ہے اور وہ یہ ہے کہ میں کہیں دوں کو بہت دوست رکھتا ہوں مگر میرے سفید بال کی بنا پر وہ مجھ سے فرار اختیار کرنے ہیں اور مجھے حنا لگاتے میں بڑی زحمت اھمیت پڑتی ہے۔ اگر تم میرے لئے یہ کام کرو کہ میری زلفیں مستقلًا سیاہ کرو تو میں تمہاری مدد ویاری کروں گا، اور جو کچھ تم کہو گے اس کی پیری کروں گا۔ جب حلاج کو یہ جواب ملا وہ سمجھ گیا کہ ابوسہل اس کے فریب سے آگاہ ہو گئے ہیں اور مزید خط و کتابت کو منقطع کر دیا۔

شیخ صدوق (رض) کا بیان ہے کہ حلاج تم گیا وہاں اس نے میرے والد کے رشتہ داروں کو خط لکھ کر اپنے مقصود کی طرف دعوت دی۔ رشتہ داروں نے میرے والد کی ریخت اسال فرمایا جنہوں نے اسے پھاڑ کر پھینک دیا اور جواب میں لکھا ہے کیا یہ ہو وہ بات بھکی ہے۔ کس جاہل کے چکر میں پڑ گئے ہوا درکس ناواناتے تم وگوں کو اس امر کے لئے آمادہ یا ہے؟ حلاج کے ان دعووں کی بنا پر اس کو تم سے ذمیل و رسول کرے خارج از شہر کر دیا گیا۔

منصور حلاج کے ان جھوٹے دعووں اور خرافات کی بنا پر حضرت ولی عصر امام زمانہ (ع) نے اس پر لعنت کی اور اس کی مذمت میں ایک تو قیع ارشاد فرمائی، جسے ہم یہاں پیش کرتے ہیں: وَاتَّابَرَتْنَا إِلَى اللَّهِ تَسْأَلِي وَإِلَى رَسُولِهِ (صل) مُشَدَّدَةً وَلَعْنَاهُ عَلَيْنَا لَعَنَّ اللَّهِ تَسْتَوِي فِي النُّطُاحِ مَنْتَأْ وَالْبَاطِنِ فِي السُّرُورِ وَالْجَهَنَّمِ وَفِي كُلِّ وَقْتٍ وَعَلَى كُلِّ حَالٍ وَعَلَى كُلِّ



علم حدیث کی بلند ترین منزل پر فائز ہوئے۔

۴۴ سال کی عمر میں ۱۳۷۸ھ میں بحیف اشرف میں انقلاب زیرا
حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام کے صحن مطہرین باب القبلہ کے مشرقی
ایوان میں دفن کئے گئے۔

علامہ شیخ آقا بزرگ تهرانی (صاحب الذریعہ) جناب سید محمد
کاشانی نے نقل کرتے ہیں: "سات سال بعد جب محدث نوری کی زوجہ
محترمہ کا انقلاب ہوا ان کا ان کے شوہر کے پہلویں دفن کرنے کے لئے
قبر صوری گئی ہے تو دیکھا کہ پہلویں محدث نوری کی لاشی بالکل تازہ
ہے۔ کفتن کا رنگ بھی نہیں بدلا ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ اہل بیت
علیہم السلام کی خدمت کرنے والے اور ان کی راہ میں جان دینے والے
ہمیشہ زندہ رہتے ہیں۔

اساتید: محدث نوری علیہ الرحمۃ بزرگ مرتب علماء سے
کب فیض کیا۔ جیسے مولیٰ محمد علی محلاتی سے سلطن کی تعلیم حاصل کی،
آقائی شیخ عبدالرحیم برجموی سے تهران میں تعلیم حاصل کی، آیۃ اللہ
شیخ عبدالحسین طهرانی سے اور یگانہ روزگار استاد الفقہاء حضرت
آیۃ اللہ شیخ منتفی الفهاری سے عراق میں درس حاصل کیا اور پھر
بزرگ ترین مرجع و ذات حضرت آیۃ اللہ العظیمی میرزا محمد حسن شیرازی
(جتوں نے تباکو کا شہر فتویٰ دیا اور دشمنان اسلام کے سامنے
منسوبوں کو خاک میں ملا دیا) سے کسب نور کیا۔ ان اساتید کی تربیت
نے محدث نوری کو مجسمہ نور بنادیا۔

علمی منزلت: علامہ شیخ آقا بزرگ تهرانی تھتے ہیں: - محدث
نوری گذشتہ علماء کا ایک بہترین نمونہ تھے۔ ان کے زمانے میں
اُن جیسا کوئی نہیں تھا۔ وہ اپنی بلندیوں میں تنہا تھے۔ خدا فد عالم
کی محیب نشانی تھے۔ بے پناہ صلاحیتیں اور استعداد میں کوٹ

جناب زیراء السلام اللہ علیہم انے محدث میرزا حسین نوری
رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ سے فرمایا:-

"ام الحسین تمہارے فرزند "حسین" نے میرے
فرزند "مہدی" کے بارے میں ایک کتاب لکھتا
شرف رکھے ہے اور اس کا نام "بخدمت رکھا ہے"
یہ فرماتے ہوئے جناب زیراء السلام اللہ علیہم کے چہرہ ازد
پر خوشی کے آثار نمایاں تھے۔
و بخدمت شاقب۔ کتاب جماعت حجۃ الاسلام شیخ اسماعیل رحیم طاپ شریعہ

حضرت امام مہدی علیہ السلام کے عقیدہ کو دین مقدس اسلام
میں وہ اہمیت اور منزلت حاصل ہے کہ ہر دوسرے کو انقدر علماء اور
محدثین نے آپ کے بارے میں کتابیں لکھنے یا اپنی کتابوں کی بعض
فصلیں مخصوص کرنے کا شرف حاصل کیا ہے اور اس کو اپنے لئے
ذخیرہ اخیرت ونجات قرار دیا ہے۔ ہزاروں کتابیں مختلف زبانوں
میں مختلف زاویوں سے لکھی گئی ہیں۔

گنجینہ کتب میں خاتم المحدثین آیۃ ۱۔ فی العالمین الحاج
آقائی میرزا حسین نوری طبری نور اللہ مرقدہ الشریف کی دامت بیت
کتاب "بخدمت شاقب در احوال امام غائب" کو نمایاں حیثیت اور
عظیم منزلت حاصل ہے۔

ولادت: محدث نوری رحمۃ اللہ علیہ ۱۳۷۸ھ میں "نور" نامے
ایک دہمات میں پیدا ہوئے آپ کے والد بزرگوار جناب میرزا محمد
نقی نوری رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ بھنی ہی میں والد کے سایہ عاطفت
سے محروم ہو گئی ابتدائی تعلیم اپنے دین "نور" میں حاصل کی اور تعلیم
کے لیے تهران پھر سامرا کاظمین، کربلا اور بحیرہ اشرف کا سفر کیا اور
یہیں اس وقت کے بزرگ مرتبہ علماء سے کسب فیض کیا۔ علم خاص کر

کوٹ کر بھری تھیں۔ جہنوں نے ان کو جانی ہی میں جلیل الفرقان کا میں
بنادیا تھا۔ اہنوں نے اپنی ساری زندگی دین کی خدمت میں صرف
کردی۔ وہ اپنے آثار اور تحریروں سے ہر زمانے میں زندہ اور درختان
رہیں گے۔ اہنوں نے علم کی رہ میں اپنے کو وقت کر دیا تھا۔ ان کا
سازہم و غم سمی و کوشش۔ روایتوں کو جمع کرنا، نادر روایتوں کو حاصل
کرنا، روایتوں کو منظم کرنا، مرتب کرنا، اپنی حدیث کے میدان
میں اہنوں نے بہت سی گمراں قدر خدا تعالیٰ فراہم کئے ہیں۔ ایسا لگتا ہے
کہ خداوند عالم نے ان کو اہل بیت علیہم السلام کے آثار جمع کرنے کے
لیے پیدا کیا تھا۔ (مستدرک الوسائل ج ۱ طبع جدید)

محمد بن زرگ شیخ عباس نقی اپنے استاد کے بارے میں
فرماتے ہیں۔

”ہر علم کا چھوڑان کے پاس تھا۔ علم حدیث درجات میں اہنیں
زبردست ہمارت حاصل تھی۔ اور روایتوں کے عین مقامیں
پران کی گھری نظر تھی۔ وہ اتنا زیادہ ان باقی پرسلط تھے کہ مقتول
حیران ہے۔“ (فائدۃ الرضویہ ص ۱۵۲)

علامہ رضا طہری رحم فرماتے ہیں۔ ”اگر حدیث فرزی کسی
حدیث کو عنیر شیعہ مدارک سے نقل کریں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ
کسی شیعہ حدیث نے اس حدیث کو نقل نہیں کیا کیونکہ یہ ناممکن
ہے کہ شیعہ مدارک میں کوئی حدیث ہو اور حدیث فرزی کی اس پر
نظر نہ ہو۔“ (گفتار ماہ جلد اص ۹۸)

شاگرد: یوں تو تا خرین میں ہر ایک نے ان سے استفادہ کیا
ہے۔ مگر اس سلسلے میں صاحب الذریعہ اور صاحب مفاتیح اسلام الشیعہ
علامہ اقبال زرگ ہترانیؒ اور صاحب سفیہۃ الحمار صاحب
مولف مفاتیح الجنان علامہ شیخ عباس نقیؒ کے نام نامی زیادہ روشن اور
نمایاں ہیں۔

تالیفات: گوناگون اجتماعی اور دینگر فہرستہ داریوں کے باوجود حدیث
لوزیؒ نے تقریباً ۳۰ کتابیں تحریر فرمائی ہیں جن میں ہر کتاب اپنے
فن میں پر مشتمل ہے۔ عظیم کتاب ”مستدرک الوسائل“ کے بارے
میں جلیل الفرقان فقید و اصولی حضرت آیۃ اللہ العظیمی اقبالی ملا محمد کاظم
خراسانی صاحب کفایۃ الاصول، نے اپنے درس خارج میں ۵۰۰
محمیدین کے مجمع میں فرمایا۔ دوسری کتابوں کے ساتھ ساتھ مستدرک
الوسائل کا ضرور مطالعہ کرنا چاہیے اس کے بغیر اجتہاد نہیں کیا جاسکتا
ہے۔ (مستدرک الوسائل ج ۱ طبع جدید)

- بعض کتابیں:** مستدرک الوسائل الامل۔ یہ کتاب پہلی تین جلدیں میں بڑے سائز پر چھپی تھی۔ اب موسسه آل البيت لا جیار اثرات تم نے مزید تحقیق و تصریح کے ساتھ ۸ جلدیں میں شائع کی ہے۔
- ۱۔ دارالسلام فیما یتعلق بالمروریا والمنام۔ ۴ جلدیں۔ یہ کتاب نیندا اور خواب کے بارے میں ہے۔
 - ۲۔ مصالح البحری فی استدرک البخاری الاعشر۔
 - ۳۔ جنتہ المأوی فی مبنی فائز بلقاء المحجة علیہ السلام فی الغیۃ الکبری۔ اس کتاب میں ان لوگوں کے واقعات میں جنہیں غیبت کریں ہیں امام عصر علیہ السلام سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا ہے۔ یہ کتاب علامہ مجتبیؒ کی بخار الانوار ج۔ کے اخرين شامل کر کے شائع کی گئی ہے۔
 - ۴۔ فیض القرآن فی احوال العلامۃ الجلیسی۔ اس میں علامہ مجتبیؒ کے حالات زندگی ہیں۔ یہ کتاب بھی بخار الانوار میں شائع ہوئی ہے۔
 - ۵۔ الصحیفة الشافیۃ العلویۃ۔
 - ۶۔ الصحیفة الراعیۃ البخاریۃ۔
 - ۷۔ بخیث ثاقب درحوال امام غائب مجرم۔
 - ۸۔ نوع مرجان۔ اس کتاب میں ذکرین و خطبیاں کے لئے مشورہ اور تصحیحتیں ہیں۔
 - ۹۔ کشف الاستار فی احوال الامام الغائب عن الابصار۔

عبادت و تقوی: حدیث لوزی علیہ الرحمہ عبادات و تقوی میں
نوندروز گار تھے۔ شیخ عباس نقی صاحب مفاتیح الجنان کے بقول
”حدیث لوزی علیہ الرحمہ عبادات کا خاص اہتمام کرتے تھے۔ بے پناہ
زائد تھے۔ رات کے سنائی میں ان کی نماز شب اور خدا کی بارگاہ میں
ساجات کبھی ترک نہیں ہوئی۔ ان میں تمام خوبیاں کوت کوت کر بھری
تھیں۔“ (فائدۃ الرضویہ ص ۱۵۲)

حدیث لوزی علیہ الرحمہ نے ہر کام کے لئے مخصوص وقت قرار
دیا تھا۔ نماز غصر سے غروب تک لکھنے کا وقت تھا۔ نماز مغرب سے
سو نے تک مطالعہ کا وقت تھا۔ ہمیشہ وضو کر کے سوتے تھے۔
صح صادق سے دو گھنٹے قبل بیدار ہو جاتے تھے۔ وضو و طهارت
کے بعد ایک گھنٹہ پہلے حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام کے حرم تشريف
لے جاتے تھے۔ چونکہ اس وقت حرم مطہر کا دروازہ بند رہتا اسی
لئے وہیں باہر نماز شب پڑھتے۔ جب خادم دروازہ کھوٹا تو حدیث
ہے۔ (مستدرک الوسائل ج ۱ طبع جدید)

شہباد جیسے افسانہ سر دا ب کا جواب دیا ہے۔

بُحْرَمَةِ ثَاقِبٍ وَرَأْوَالِ إِمامِ عَنْ كَاعِبٍ

یہ کتاب امام عصر علیہ السلام کے متعلق ایک جامع کتاب ہے۔ اس کتاب کی مزید وضاحت سے پہلے اس واقعہ پر لوجہ فرمائیں۔ ”ایک دن ایک جلیل القدر عالم نے علامہ محدث نوری کو اس حالت میں دیکھا کہ شہر سامراء میں قیامت خیز دوسری میں باہر ہٹل رہتے ہیں۔ انہوں نے دریافت کیا اس قیامت خیز تحریر میں اپ باہر کیوں ہٹل رہتے ہیں۔ فرمایا۔ میں ابھی سر دا ب میں سور ہاتھا۔ بہت اچھا خواب دیکھا جس کی خوشی میں باہر جلا آیا۔

”فَرَأَيَا“ میں نے اپنی والدہ کو خواب میں دیکھا جو مجھ سے فرم رہی ہیں خدا تھیں دنیا و آخرت میں عزت عطا کرے۔ تم نے مجھے عورتوں کے درمیان عزت عطا کی ہے۔ میں ہر روز جناب فاطمہ نمر اور سلام اللہ علیہما کی خدمت میں حاضر ہوئی ہوں۔ مجھے اپنے پہلو میں بھٹکتی ہیں اور ”ام الحین“ کہہ کر مخاطب کرتی ہیں۔ تم جو کتاب شروع کرتے ہو تو مجھے اس سے باخبر کروتی ہیں۔ آج جب ان کی خدمت میں حاضر ہوئی تو زیادہ احترام فرمایا اور فرمایا۔ ام الحین تمہارے فرزند حسین نے میرے فرزند مہدی کے بارے میں ایک کتاب شروع کی ہے جس کا نام ”بُحْرَمَةِ ثَاقِبٍ“ رکھا ہے۔ یہ کہتے ہوئے جناب فاطمہ سلام اللہ علیہما کے چہرے اور پرخوشی کے آثار سنایاں تھے۔ (کتاب بُحْرَمَةِ ثَاقِبٍ۔ کتاب نگاہ جنتہ الاسلام جناب آقائی

(شیخ اسماعیل رنجی طاب ثراه)

یہ کتاب ۱۲ ابواب پر مشتمل ہے

- پہلا باب : حضرت امام مہدی علیہ السلام کی ولادت۔
- دوسری باب : حضرت امام مہدی علیہ السلام کے نام اور القاب
- تیسرا باب : حضرت امام مہدی علیہ السلام کی خصوصیات اور برتری
- چوتھا باب : عقیدہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کی حقانیت
- پانچواں باب : حضرت امام مہدی علیہ السلام فرزند حضرت امام عسکریؑ۔
- چھٹا باب : حضرت امام مہدی علیہ السلام کے چالیس معجزے
- ساتواں باب : غیبت کبھی میں حضرت امام مہدی علیہ السلام کی زیارت و ملاقات کا شرف حاصل کرنے والے افراد کے۔ اوقات
- اٹھواں باب : غیبت میں حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ویڈار کا امکان
- نواں باب : غیبت کے زمانہ میں لوگوں کی فرمادی اور حل مشکلات
- دوسری باب : غیبت کے زمانہ میں شیعوں کی دس سی ذمہ داریاں۔

وزیر علیہ الرحمہ سبھی زائر کے عنوان سے حرم میں داخل ہوتے خادم حرم کے ساتھ بقیہ دروازہ کھولتے اور حرم مطہر کی شعیں روشن کرتے تھے۔ پھر بالآخر سرزیارت اور عبادت میں مشغول رہتے تھے۔ ہمارا تک خارج صحیح کا وقت آ جانا تھا۔ نماز صحیح بجا لاتے اور طلوع آفتاب تک تعقیبات میں مشغول رہتے تھے۔ جمعہ کے روز حرم کی والی پر دعاؤں اور مصائب کی کتابیوں کا مطالعہ کرتے تھے۔ جب اہل بیت علیہم السلام کے مصائب بیان فرماتے تو داڑھی آنسوؤں سے ترہ جاتی تھی۔ جمہ کے دن عصر کے وقت لکھنے کا کام سہیں کرتے تھے بلکہ حرم تشریف لے جاتے تھے اور غروب آفتاب تک دعاوں میں مشغول رہتے تھے۔ (طبقات اعلام الشیعہ ذیل محدث نوری)

محدث نوری اور مسلمہ قائمیت

امامت اور ولایت اسلام کا مستحکم اور زرین اصول ہے۔ امام کی معرفت ان کی محبت اور راطاعت ہر ایک پر فرض ہے۔ ہر شیعہ کی پہلی ذمہ داری ہے کہ اپنے امام وقت کی معرفت حاصل کرے۔ اور یہ مسلم کرے کہ وہ کن باقون سے خوش ہوتے ہیں اور کن ترکوں سے مارا من ہوتے ہیں۔ غیبت کے زمانے میں سب سے بہترین عمل امام وقت کے ظہور کا انتظار ہے۔ اب ہمارے علماء اور رہبروں کی ذمہ داری ہے کہ وہ عوام کو ان کی ذمہ داریوں سے اگاہ کریں اور امام عصر علیہ السلام سے نزدیک ترکیں۔ اگر بھر نہ ہو تو پھر کسی کی تیابت میں پہنچ دین بلند کرنے ہوئے ہیں۔

محدث نوری علیہ الرحمہ ان خوش نصیب علماء میں ٹیک جنہوں نے اس میدان میں گرفتار کا نامے النجم دیتے ہیں۔ ایک شاعر نے اپنے شعر میں عقیدہ امام مہدیؑ پر فرا اعتماد کیا اس کے جواب میں پوری مفصل کتاب لکھ دی اور اس کا نام ”کشف الاستار فی احوال الامام النبیس عن الابصار“ رکھا۔

یہ ظاہر کرنے کے لیے کہ غیبت کے زمانے میں امام عصر علیہ السلام کسی طرح اپنے شیعوں کا خیال رکھتے ہیں اور کس طرح ان کی دیکھ ریکھ کرتے ہیں۔ ایک اور کتاب لکھ دی ”جنۃ الماوی فیمن ناذ بلقاء الحجۃ علیہ السلام فی الغیبة الكبرى“ اس کتاب میں ان خوش قسمت افراد کا تذکرہ لیا گی جو حضرت کے ملاقات کا شرف حاصل ہوا ہے۔ پہلی کتاب تین حصوں پر مشتمل ہے۔ پہلی فصل میں اہل سنت کے ان علماء کا تذکرہ ہے جنہوں نے حضرت کے وجود کا اعتراف کیا ہے۔ دوسری فصل میں غیبت پر ہونے والے اعترافات کا جواب دیا ہے۔ تیسرا اور آخری فصل میں دوسرے

مُناجَاتٌ

بِ يَارِگَاهِ يُوسُفِ زَهْرَاءِ، نُورِنَگَاهِ مُشْكِلِ كِشا حَضْرَتِ حَجَّتِ بْنِ الْحَسَنِ ارْوَاحَدَابِهِ الْفَداءِ

اُنْ لِفَاقِ انْجِيزِيَاں مَاتُولِیں سب چھیے ہیں اپنے آپے خوں میں
پڑ گیا ہے ظلمتوں کا نام نور ذہن کی اُجھن کو ہکتے ہیں شعور
علم ہے ذہنی قلابازی کا نام ہے ادب باطل کی غمازی کا نام
دل کی چوکھٹ پر دیا جلتا ہے نیں نخلِ اخلاص ووفا پیلتا ہے نیں
آج بندوں کو خدا ہکتے ہیں لوگ ناروائی کو روا ہکتے ہیں لوگ
گالیوں کو آفریں کہتا پڑا شخص ہیزیوں کو حسین کہتا پڑا
لُٹ چکا ہے ساز و سامانِ حیٰ اُف یہ سنا ہا، یہ تہنہائی کی رات
اک طرف ماضی کے یادوں کے کھنڈ بنہ ہر دیوار و در ہے کیا کریں
زخم ہے لیکن دوا کوئی نہیں بند ہے آبِ فراتِ زندگی
ایے دلِ عیاس، اے جانِ علیٰ بے کسی ہی بے کسی ہے ہر طرف
تشنگی ہی تشنگی ہے ہر طرف العطش اے ساقی کوشکے لال
واترِ مشکل سکینہ العطش زندگی پیاسی ہے مولا العطش

شاعر ابیت ڈاکٹر پیامِ اعظمی،

ایے عنانِ گیرِ من در زگار لے سوارِ اشہبِ بیل و نہار
ایے مارگِ روشِ شمس و قمر لے امیرِ انظَامِ خشک و تر
ایے دلِ امکان و روحِ کائنات انگلیوں میں ہے تری بیضِ حیتا
ایے جمالِ مشترقین و مغربین لے جلالِ نیبرد بدرو و حنین
ایے ہر اثباتِ لفیٰ کے سرباہ جانِ الـالـلـه و روحِ لـاـالـلـه
ایے ہمارِ پاکستانِ مصطفیٰ لے چراغِ دوہریانِ مصطفیٰ
دارشِ سرمایہِ خلقِ عظیم مارثِ سرمایہِ خلیلِ وائے کلیم
مذرعِ کوئین کا حاصل ہے تو مدعاَے نرمِ آبِ گل ہے تو
تجھ سے قائم ہیں زینِ آسمان توجہ باتی ہے تباقی ہے جہاں
کوئی قطرو تیرانا دیدہ نہیں داری ذرہ تجھ سے پوشنیدہ نہیں
ایک اک لمجہ کا لیتا ہے حساب ڈال کر چھرے پہ غیبت کی نقاب
وسترس ہے تیری موجودات پر حکمِ نافذ ہے تراحتِ الات پر
روشنی خانہ نیزاں ہے تو پاسبانِ عزتِ قرآن ہے تو
ایے امینِ کائنات کوہ و کاہ اک ذراً اشوبِ عالم پر نگاہ
بے مقامِ ربے سفر ہے زندگی فطرس بے بال و پر ہے زندگی
خود کشی کرنے کو ہے نوعِ بشر زہر کھاتا ہے دوا کے نام پر
جسم کیسا، روح تک بھیا ہے اندروں ہے یا جہنم زار ہے

ٹ صدورت شعری کی بنیاد پر ۲ اس شعر میں صوت آہنگ کا لمح اظر کر کر تلفیظ نظم کیا گیا ہے۔

دُعَاء مُعْرِفَتِيَا مُ

امام جعفر صادق علیہ السلام کے صحابی زرارہ نے امام علیہ السلام سے دریافت کیا: اگر میں زمانہ غیبت پالوں تو کون سا عمل انجام دوں؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: اس دعا کو ہمیشہ پڑھتے رہنا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

اللّٰهُمَّ عَرِفْنِي نَفْسَكَ - فَإِنَّكَ إِنْ لَمْ تَعْرِفْنِي نَفْسَكَ لَمْ
أَعْرِفْ نَبِيَّكَ - اللّٰهُمَّ عَرِفْنِي رَسُولَكَ فَإِنَّكَ إِنْ لَمْ
تَعْرِفْنِي رَسُولَكَ، لَمْ أَعْرِفْ حُجَّتَكَ - اللّٰهُمَّ عَرِفْنِي
حُجَّتَكَ - فَإِنَّكَ إِنْ لَمْ تَعْرِفْنِي حُجَّتَكَ، ضَلَّتْ عَنِ دِينِي.

بارا الہما ! اپنی ذات پاک کی مجھے معرفت عطا کر، کیوں کہ اگر تو نے مجھے اپنی معرفت سے نہ لفاز تو میں تیرے بنی کو نہیں پہچان سکتا۔
پروردگارا ! مجھے اپنے رسول کی معرفت عطا فرم، کیوں کہ اگر تو نے اپنے رسول کی معرفت مجھے نہ بخشی تو میں تیری حجت سے لے خبر رہ جاؤں گا۔
خدایا ! مجھے اپنی حجت کی معرفت سے لفاز، کیوں کہ اگر تو نے مجھے اپنی حجت کو نہ پہچنوا یا تو میں اپنے دین سے بھٹک جاؤں گا۔

(کمال الدین، غیبت نعمان، اصول کافی)